هفت روزہ

خدام الدین

لاہور

بیادگار

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی

شیرانوالہ دروازہ لاہور

۲۰ رجب المرجب ۱۳۸۶ھ

۴ نومبر ۱۹۶۶ء

یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین ۰ لاہور

ہدیہ ۲۵ پیسے

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

وَعَنْهُ قَالَ قِيلَ: يَا رَسُولَ اللهِ مَا يَعْدِلُ الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللهِ؟ قَالَ: "لَا تَسْتَطِيعُونَهُ" فَأَعَادُوا عَلَيْهِ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا كُلُّ ذٰلِكَ يَقُولُ: لَا تَسْتَطِيعُونَهُ!" ثُمَّ قَالَ "مَثَلُ الْمُجَاهِدِ فِي سَبِيلِ اللهِ كَمَثَلِ الصَّائِمِ الْقَائِمِ الْقَانِتِ بِآيَاتِ اللهِ لَا يَفْتُرُ: مِنْ صَلٰوةٍ وَلَا صِيَامٍ، حَتّٰى يَرْجِعَ الْمُجَاهِدُ فِي سَبِيلِ اللهِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ، وَهٰذَا لَفْظُ مُسْلِمٍ۔ وَفِي رِوَايَةِ الْبُخَارِيِّ: أَنَّ رَجُلًا قَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ دُلَّنِي عَلٰى عَمَلٍ يَعْدِلُ الْجِهَادَ؟ قَالَ: "لَا أَجِدُهُ" ثُمَّ قَالَ: "هَلْ تَسْتَطِيعُ إِذَا خَرَجَ الْمُجَاهِدُ أَنْ تَدْخُلَ مَسْجِدَكَ فَتَقُومَ وَلَا تَفْتُرَ، وَتَصُومَ وَلَا تُفْطِرَ؟" فَقَالَ: وَمَنْ يَسْتَطِيعُ ذٰلِكَ؟

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ (ثواب میں) کون سا عمل جہاد فی سبیل اللہ کے برابر ہے، آپؐ نے فرمایا کیا تم جہاد کی طاقت نہیں رکھتے، صحابہؓ نے پھر وہی دو مرتبہ یا تین مرتبہ سوال کیا آپ ہر مرتبہ ہی فرماتے رہے کہ کیا تم جہاد کی طاقت نہیں رکھتے۔ بالآخر آپ نے فرمایا کہ مجاہد فی سبیل اللہ کی مثال روزہ رکھنے والے نماز پڑھنے والے، اور آیات قرآنیہ کو خشوع وخضوع کے ساتھ تلاوت کرنے والے جیسی ہے جب کہ وہ مجاہد فی سبیل اللہ کے لوٹنے تک نماز اور روزہ کرتا رہے، اور اس کو ترک نہ کرے (بخاری ومسلم) نے اس روایت کو ذکر کیا) اور یہ الفاظ مسلم کی حدیث کے ہیں، بخاری کی دوسری روایت میں ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا، کہ یا رسول اللہ مجھے ایسا عمل بتا دیجئے کہ جو (ثواب میں) جہاد کے برابر ہو؟ حضورؐ نے فرمایا، کہ میں کوئی (ایسا عمل) نہیں پاتا، پھر آپؐ نے ارشاد فرمایا، کیا تو ایسا کر سکتا ہے کہ جب مجاہد (جہاد کے لئے) نکلے تو تو اپنی مسجد میں چلا جائے اور نماز پڑھتا رہے، چھوڑے نہیں، اور روزہ رکھتا رہے اور افطار نہ کرے اس نے عرض کیا، کہ اس کی کون طاقت رکھتا ہے۔

وَعَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "مِنْ خَيْرِ مَعَاشِ النَّاسِ لَهُمْ رَجُلٌ مُمْسِكٌ بِعِنَانِ فَرَسِهِ فِي سَبِيلِ اللهِ يَطِيرُ عَلٰى مَتْنِهِ كُلَّمَا سَمِعَ هَيْعَةً أَوْ فَزْعَةً طَارَ عَلٰى مَتْنِهِ يَبْتَغِي الْقَتْلَ أَوِ الْمَوْتَ مَظَانَّهُ أَوْ رَجُلٌ فِي غُنَيْمَةٍ أَوْ شَعَفَةٍ مِنْ هٰذَا الشَّعَفِ أَوْ بَطْنِ وَادٍ مِنْ هٰذِهِ الْأَوْدِيَةِ يُقِيمُ الصَّلٰوةَ، وَيُؤْتِي الزَّكٰوةَ، وَيَعْبُدُ رَبَّهُ حَتّٰى يَأْتِيَهُ الْيَقِينُ لَيْسَ مِنَ النَّاسِ إِلَّا فِي خَيْرٍ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگوں میں سب سے بہتر زندگی اس شخص کی ہے، جو گھوڑے کی باگ تھامے ہوئے اللہ کے راستہ میں تیار رہتا ہے، جہاں کوئی خطرہ اور پریشانی کی بات سنتا ہے، فوراً گھوڑے کی پشت پر سوار ہوکر ہوا کی طرح (میدان کی طرف) اڑ جاتا ہے، قتل یا موت کا موقع اس کے مقامات میں تلاش کرتا کرتا رہتا ہے، اور دوسرے اس شخص کی زندگی جو پہاڑیوں کی چوٹیوں میں سے کسی چوٹی پر یا وادیوں میں سے کسی وادی پر چند بکریاں ساتھ لئے ہوئے سکونت کرتا ہے، نماز پڑھتا ہے، زکوٰۃ دیتا ہے، اور مرتے دم تک اپنے رب کی عبادت کرتا ہے، اور لوگوں سے بھلائی کے علاوہ اس کو اور کوئی کام نہیں۔ (مسلم)

وَعَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "إِنَّ فِي الْجَنَّةِ مِائَةَ دَرَجَةٍ أَعَدَّهَا اللهُ لِلْمُجَاهِدِينَ فِي سَبِيلِ اللهِ، مَا بَيْنَ الدَّرَجَتَيْنِ كَمَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے، کہ جنت میں سو درجے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے مجاہدین فی سبیل اللہ کے لئے تیار کئے ہیں، اور ہردو درجوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا کہ آسمان اور زمین کے درمیان ہے (بخاری)

وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ رَضِيَ بِاللهِ رَبًّا، وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا، وَبِمُحَمَّدٍ رَسُولًا، وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ" فَعَجِبَ لَهَا أَبُو سَعِيدٍ فَقَالَ: أَعِدْهَا عَلَيَّ يَا رَسُولَ اللهِ، فَأَعَادَهَا عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ: "وَأُخْرٰى يَرْفَعُ اللهُ بِهَا الْعَبْدَ مِائَةَ دَرَجَةٍ فِي الْجَنَّةِ مَا بَيْنَ كُلِّ دَرَجَتَيْنِ كَمَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ" قَالَ: وَمَا هِيَ يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللهِ، الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللهِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، بیان کرتے ہیں، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، کہ جو شخص اللہ تعالےٰ کے رب ہونے پر، اور اسلام کے دین ہونے پر، اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے رسول ہونے پر راضی ہوگیا تو اس کے لئے جنت واجب ہو گئی، حضرت ابوسعید کو یہ بات بہت عجیب معلوم ہوئی عرض کیا یا رسول اللہ دوبارہ فرمایئے چنانچہ حضور اکرمؐ نے دوبارہ ارشاد فرمایا، پھر آپ نے ارشاد فرمایا، اوردوسری چیز وہ ہے کہ اللہ تعالےٰ اس کے ذریعہ سے اپنے بندہ کو جنت میں سو درجہ بلند کرے گا (اور ان دونوں درجوں کا یہ مقام ہے) کہ ہر دو درجے کے درمیان اتنا فاصلہ ہے، جتنا آسمان و زمین کے درمیان ہے، ابوسعید نے عرض کیا، کہ یا رسول اللہ وہ کیا چیز ہے، فرمایا جہاد فی سبیل اللہ! جہاد فی سبیل اللہ! (مسلم)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ایڈیٹر
مناظر حسین نظر
ٹیلی فون
۶۷۵۴۵

ہفت روزہ
خدام الدین
لاہور

سالانہ
گیارہ روپے
ششماہی
چھ روپے

جلد ۱۲ | ۲۰ رجب المرجب ۱۳۸۶ھ ۴ نومبر ۱۹۶۶ء | شمارہ ۲۵

اسلامی تحقیقاتی کانفرنس قاہرہ کی قراردادیں

چند دن ہوئے قاہرہ میں علماء کی بین الاقوامی کانفرنس میں اٹھارہ ملکوں کے تقریبًا سو علماء نے شرکت کی۔ پاکستان کی نمائندگی حضرت مولانا محمد یوسف صاحب بنوری شیخ الحدیث ومہتمم مدرسہ عربیہ نیو ٹاؤن کراچی اور قائد جمعیۃ علماء اسلام حضرت مولانا مفتی محمود صاحب نے فرمائی۔ کانفرنس کی صدارت دنیائے اسلام کی عظیم درس گاہ "جامعہ ازہر" کے ریکٹر فرماتے رہے اس کانفرنس میں جو خاص مسائل زیر بحث آئے اور ان کے بارے میں جو قراردادیں پاس ہوئیں ان کا اجمالی نقشہ حضرت مولانا مفتی محمود صاحب مدظلہ نے قاہرہ سے واپسی پر ملتان میں اخبار نویسوں کے سامنے پیش کیا ہے۔ حضرت مفتی صاحب کی رپورٹ سے پتہ چلتا ہے کہ اس کانفرنس کے بارے میں بعض غلط فہمیاں جو آل انڈیا ریڈیو کے نشریئے سے پیدا ہو گئی تھیں وہ سراسر بے بنیاد تھیں۔ یہ خبر کہ کشمیر کے بارے میں قرارداد پیش کرنے اور مسئلہ کشمیر پر اظہار خیال کرنے سے صدر کانفرنس نے پاکستانی وفد کو روک دیا تھا۔ بھارتی ریڈیو کی خود تراشیدہ اور حقیقت کے قطعی خلاف تھی اور اس کا واحد مقصد یہ تھا کہ متحدہ عرب جمہوریہ سے پاکستان کے تعلقات کو کشیدہ کیا جائے۔ اس کے برعکس صحیح صورت حال یہ تھی کہ حضرت مفتی صاحب نے کشمیر کے مسئلہ کو واشگاف الفاظ میں بیان کیا اور اسے پاکستانیوں کے لئے اتنا ہی اہم قرار دیا جتنا عربوں کے لئے مسئلہ فلسطین ہے۔ حضرت مفتی صاحب کے بیان کے مطابق کانفرنس میں شریک تمام علماء نے سوائے ہندوستانی نمائندوں کے اس بیان کا پرجوش خیر مقدم کیا اور مفتی صاحب کی تقریر کے دوران داد وتحسین کے آوازے بلند کرتے رہے۔ قاہرہ کے اکثر اخبارات نے جلی سُرخیوں میں مفتی صاحب کے ارشادات کو نقل کیا اور اس طرح عربوں اور تمام ممالک کے علماء کو کشمیر کا مسئلہ سمجھنے میں آسانی ہوئی، یہ مسئلہ ان پر پوری طرح واضح ہو گیا اور انہوں نے کشمیری مسلمانوں سے جذباتِ ہمدردی کا اظہار کیا۔ ویسے بھی گذشتہ سترہ روزہ جنگ کے بعد تمام دنیا پر بھارتی دعاوی کی قلعی کھُل چکی ہے۔ اور بیشتر اقوامِ عالم مسئلہ کشمیر کو خاصی اہمیت دینے لگی ہیں۔

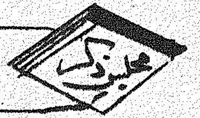
بہر حال پاکستانی وفد نے اپنے نکتہ نگاہ کی کامیاب وضاحت کرکے پاکستان کی نمائندگی کا حق ادا کر دیا اور ان کی کانفرنس میں شرکت ہر اعتبار سے مفید ثابت ہوئی۔ اس کانفرنس میں مسئلہ کشمیر کی وضاحت کے ساتھ ساتھ کئی اور مسائل کے متعلق بھی قراردادیں منظور ہوئیں جن کا یہاں نقل کرنا اسلامی نکتہ نگاہ سے از حد ضروری ہے۔ یہ کانفرنس چونکہ تمام عالم اسلام کے نمائندہ علماء کی رائے لینے اور مختلف مسائل پر اجتماعی فیصلے کرنے کے لئے بلائی گئی تھی اس لئے اس میں کئے گئے فیصلوں کو اسلامی نقطۂ نظر سے خاص اہمیت حاصل ہے۔ جہاں تک اس کانفرنس کی رپورٹ کا تعلق ہے اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اس میں علماءِ اسلام نے متفقہ طور پر عائلی قوانین، زکوٰۃ کو ٹیکس قرار دینے اور شراب اور سود کو حلال ٹھہرانے کے خلاف قراردادیں پاس کیں۔ اور ان سب چیزوں کو خلافِ اسلام ٹھہرایا۔

ظاہر ہے یہ فیصلے علماء اسلام کے اپنے ذاتی فیصلے نہیں بلکہ قرآن و حدیث کی صحیح ترجمانی ہے۔ انہوں نے یہ تمام فیصلے کتاب اللہ اور سنّت رسول اللہ صلعم کی روشنی میں کئے ہیں۔ قرانِ حکیم اور نبیِٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانِ فیض ترجمان نے شراب اور سود کو قطعی حرام ٹھہرایا ہے۔ شراب کو "ام الخبائث" (پاپ جننی) اور سود کو بدترین گناہ قرار دیا ہے۔ زکوٰۃ کو عبادت کہا اور قرآنِ حکیم میں اکثر جگہ اس کا ذکر نماز کے ساتھ کرکے اسے نماز ہی جیسی عبادت بتایا ہے۔ پھر کون ہے جو ان احکامِ خدا و رسول صلعم کی خلاف ورزی کرے اور مسلمان بھی کہلائے؟ مخلوق میں سے کسی کو یہ حق نہیں کہ وہ خالق کے فیصلوں میں ترمیم و اضافہ کرے یا اپنی رائے کو دخیل بنائے۔ اسی طرح عائلی قوانین کے بیشتر حصے بھی نصوصِ قرآنی اور فرامینِ نبوی صلعم کے برعکس ہیں اور علماء اسلام کے فیصلوں نے اس امر پر مُہرِ تصدیق ثبت کر دی ہے کہ ان کا نفاذ یا ترویج کسی طرح درست نہیں۔

مزید براں کانفرنس کے فیصلے اس حقیقت کا بھی منہ بولتا ثبوت ہیں کہ "جامعہ ازہر" پر تجدّد پسندوں کا نہیں بلکہ متبحر علماء اور شیوخ کا غلبہ ہے۔ اور علماء اسلام سلامت روی اور اسلام کی صحیح راہ پر گامزن ہیں۔

دورۂ تفسیر

حسب معمول یکم شعبان المعظم سے شروع ہو رہا ہے۔ تفصیلی اعلان آئندہ اشاعت میں ملاحظہ فرمائیں۔ (حاجی بشیر احمد)



بروز جمعرات ۲۶؍ اکتوبر ۱۹۵۶ء

کش مکش حیات ذاکر کی راحت اور تکلیف

از حضرت شیخ التفسیر سیدنا مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ

مرتبہ: محمد مقبول عالم بی۔اے، لاہور

الحمد للہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ: اما بعد: فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دنیا میں عجب کش مکش جاری ہے دنیا کو مقصود بنانے والے اور آخرت کو مقصود بنانے والے دونوں ہی کھینچا تانی میں مبتلا ہیں۔ اللہ تعالےٰ کا بھی فرمان ہے کہ انا خلقنا الانسان فی کبد۔ ہم نے انسان کو تکلیف اٹھانے کے لئے پیدا کیا ہے۔ یہاں آرام کسی کو نہیں۔ یا ایھا الانسان انک کادح۔ اے انسان! تو تکلیف اُٹھانے والا ہے۔ دنیا میں بے غم کوئی نہیں۔

؎ دریں دنیا کسے بے غم نباشد
اگر باشد بنی آدم نباشد

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا علاج بتا دیا ہے۔ اللہ تعالےٰ مجھے اور آپ کو اس پر عمل کرنے کی توفیق دے۔ آپؐ نے فرمایا ہے: من جعل الھموم ھمًا واحدًا ھمّ اٰخرتہ کفاہ اللہ ھمّ دنیاہ۔ جو تمام غموں کو سمیٹ کر ایک غم لگا لے یعنی آخرت کا غم، تو اللہ تعالیٰ اس کے دُنیا کے غموں کے لئے کافی ہو جاتا ہے۔ مثلاً ایک دکاندار ہے۔ جب اذان ہوتی ہے، تو دکان بند کر کے مسجد میں آکر نماز ادا کرتا ہے۔ اُس نے آخرت کو دنیا پر ترجیح دی، دنیا کی کمائی کو نظر انداز کیا۔ گویا اُس نے آخرت کا غم لگا لیا۔ تو اللہ تعالےٰ نے جو رزق مقدر کیا ہے وہ اسے ضرور ملے گا۔ جو سودا جس شخص کے لئے ہے، وہی آکر اُسے لے جائے گا، خواہ کسی وقت لے جائے، کراچی میں ایک بہت بڑا کپڑے کا سوداگر تھا۔ سیٹھ عبدالشکور۔ ہندو دلال آیا کہ اتنے ہزار روپے کا کپڑا فلاں شخص نے منگوایا ہے اور لکھا ہے کہ عبدالشکور سے لے کر بھیجو۔ وہ اس وقت جمعہ کی نماز کے لئے جا رہا تھا۔ اس نے کہا کہ میں اس وقت نہیں دے سکتا۔ اس دلال نے دوسرے ہندو دکان دار سے لے کر بھیج دیا۔ وہ مال واپس آگیا کہ عبدالشکور سے لیکر بھیجو، یہ میں نہیں لیتا، تو اس نے پھر اُس سے لے کر بھیجا۔ دہلی میں ایک تاجر چرم تھا۔ سارا دن تبلیغ کرتا۔ مغرب اور عشا کے درمیان دکان کھولتا تو جو اس کے گاہک مقدر تھے۔ وہ رات کو آکر لے جاتے۔ حالانکہ دہلی جیسے شہر میں دن کو لاکھوں روپے کا چمڑا بک جاتا۔ ایک دفعہ میرے استاد حضرت مولانا عبیداللہ سندھی (اللہ تعالیٰ عزیق رحمت کرے) نے فرمایا کہ ریوڑیاں لاؤ۔ عشاء کے بعد کا وقت تھا۔ مسجد فتح پوری کے پاس ایک چوبارہ تھا جس میں "نظارۃ المعارف قرآنیہ" قائم تھا۔ میں وہاں سے چلا، کئی بازار پھرا کوئی ریوڑیاں والا نظر نہ آیا۔ اور حضرت مولانا کی عادت تھی کہ اگر آکر یہ کہا جائے کہ چیز نہیں ملی تو خفا ہوتے کہ دہلی جیسے شہر میں چیز نہیں ملی۔ اس لئے میں پھرتا پھرتا دور نکل گیا ایک دکان نظر آئی ایک بوڑھا آدمی جو مسجد فتح پوری کے پاس سارا دن چیخ چیخ کر ریوڑیاں بیچا کرتا تھا، وہاں بیٹھا تھا۔ اُس سے میں نے ریوڑیاں لیں۔ اللہ نے جو ریوڑیاں ہماری قسمت میں لکھی تھیں، اُن کے لینے کے لئے کتنے چکر کاٹ کر میں پہنچا۔ تو جو چیز کسی کی قسمت میں ہوتی ہے وہی آکر لیتا ہے۔

غرض دنیا کو مقصود بنانے والے تو حرص میں مبتلا ہیں۔ دکان دار ہے تو وہ حریص ہے۔ چاہتا ہے کہ میرا مال بک جائے دوسرے کا پڑا رہے۔ زراعت پیشہ ہے تو وہ چاہتا ہے کہ پانی میرے کھیت کو مل جائے، دوسرے کے کھیت میں پانی کم جائے۔ ملازمت پیشہ ہے تو چاہتا ہے کہ سینئر بیٹھا رہے اور مجھے ترقی مل جائے۔ یہ کش مکش ہے، گدا سے لیکر شاہ تک سب اس میں مبتلا ہیں۔ گداگروں کو دیکھیں، وہ بھی چاہتے ہیں کہ دینے والا سارے پیسے مجھے ہی دیدے، دوسروں کو نہ دے۔ سب بے چین ہیں، چین کسی کو نہیں۔ چین ملتا ہے اللہ کے ذکر سے۔ الا بذکر اللہ تطمئن القلوب۔

جبکہ انسان نے تکلیف اُٹھانی ہی ہے۔ تو اس طرح تکلیف اُٹھائے کہ اس کا نتیجہ راحت نکلے، وہ تکلیف اٹھانے والے جو آخرت کو مقصود بنائیں گے۔ راحت پائیں گے۔ اور جو دنیا کو مقصود بنائیں گے وہ راحت نہیں پائیں گے۔ اللہ کی رضا چاہنے والا دنیا کو نظر انداز کرے گا۔ اسے دنیا داروں کی سی



۱۳ر رجب المرجب ۱۳۸۶ھ مطابق ۲۸ر اکتوبر ۱۹۶۶ء

اللہ کی راہ میں سُتھری اور اعلیٰ چیزیں دو

حضرت مولانا عبید اللہ انور مد ظلہ العالی

الحمد للہ وکفیٰ وسلامٌ علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ: امابعد: فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْفِقُوْا مِنْ طَیِّبٰتِ مَا کَسَبْتُمْ وَمِمَّآ اَخْرَجْنَا لَکُمْ مِّنَ الْاَرْضِ وَلَا تَیَمَّمُوا الْخَبِیْثَ مِنْهُ تُنْفِقُوْنَ وَلَسْتُمْ بِاٰخِذِیْهِ اِلَّآ اَنْ تُغْمِضُوْا فِیْهِ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰہَ غَنِیٌّ حَمِیْدٌ
(پ۳ س البقرہ آیت ۲۶۷)

ترجمہ: اے ایمان والو! اپنی پاک کمائی میں سے سُتھری چیزیں خرچ کرو اور اس چیز میں سے بھی جو ہم نے تمہارے لئے زمین سے پیدا کی ہے۔ اور اس میں سے ردّی چیز کا ارادہ نہ کرو، کہ اس کو خرچ کرو حالانکہ تم اُسے کبھی نہ لو مگر یہ کہ چشم پوشی کر جاؤ اور سمجھ لو کہ بے شک اللہ بے پرواہ تعریف کیا ہوُا ہے۔

حاشیہ شیخ الاسلامؒ

یعنی عند اللہ صدقہ کے مقبول ہونے کی یہ بھی شرط ہے کہ مال حلال کمائی کا ہو۔ حرام کا مال اور شُبہ کا مال نہ ہو اور اچھی سے اچھی چیز اللہ کی راہ میں دے۔ بُری چیز خیرات میں نہ لگائے کہ اگر کوئی ایسی ویسی چیز دے تو جی نہ چاہے لینے کو۔ مگر شرما شرمائی۔ پر خوشی سے ہرگز نہ لے اور جان لو کہ اللہ بے پرواہ ہے۔ محتاج نہیں اور خوبیوں والا ہے۔ اگر بہتر سے بہتر چیزوں کو شوق اور محبّت سے دے تو پسند فرماتا ہے۔

حاصل

یہ نکلا کہ اللہ تعالےٰ جلّ شانہٗ کی راہ میں اپنی جائز اور پاک کمائی میں سے اچھی اور اعلیٰ چیزیں دی جائیں۔ یہ نہ ہو کہ بچا کھچا، باسی، بدبودار، خراب اور گلا سڑا مال غریبوں، مسکینوں اور محتاجوں کو دے دیا جائے۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ اگر کبھی ایسا ہی گندہ مال تمہیں دیا جائے تو کبھی نہ لو۔ ناک منہ چڑھانے لگو۔ نفرت کا اظہار کرو۔ سوائے اس کے کہ کسی خاص وجہ سے تم خاموش رہو اور چشم پوشی کر جاؤ تو دوسری بات ہے لہٰذا اللہ تعالےٰ کے نام پر خراب مال ہرگز نہ دینا چاہیئے۔

پس لازم ہے کہ اچھے سے اچھا مال اور اچھی سے اچھی شے جو سب سے زیادہ محبوب ہو وہ شوق سے اللہ کی راہ میں خرچ کرو۔ زیادہ ثواب ملے گا۔ اللہ تعالےٰ تو ہمارے اس صدقہ و خیرات سے کلی طور پر بے نیاز ہے۔ اُسے قطعی طور پر ان چیزوں کی ضرورت نہیں بلکہ جتنی خوشی کے ساتھ ہم اس کی راہ میں خرچ کریں اتنا زیادہ وہ اور دیگا۔ بزرگانِ محترم! اسلام نے خیرات کی دو صورتیں اور قسمیں مقرر کی ہیں۔ زکوٰۃ اور صدقہ۔ زکوٰۃ کو فرض اور لازمی ہے اور صدقہ اختیاری ہے۔ جو رقم بیت المال کو مستحقین میں تقسیم کرنے کے لئے دی جائے وہ زکوٰۃ ہے اور جو ہر مسلمان کی منشاء و مرضی پر چھوڑ دی گئی وہ صدقہ ہے جو لازمی تو نہیں مگر ہے بڑے ثواب کا کام۔ صرف عید الفطر کا صدقہ لازمی ہے جس کی مقدار بہت کم اور برائے نام ہے۔

زکوٰۃ

زکوٰۃ کے لغوی معنی پاکیزگی اور نشوونما ہے اور اصطلاحی معنی جس مال کو جمع ہوئے ایک سال کا عرصہ ہو جائے اس میں سے چالیسواں حصّہ مستحقین زکوٰۃ یعنی غرباء و مساکین کو بلا کسی غرض اور دکھاوے محض خوشنودیٔ الٰہی کے لئے دینا زکوٰۃ کہلاتا ہے۔ ساڑھے باون تولے چاندی ساڑھے باون روپے یا ساڑھے سات تولے سونا اگر کسی شخص کے پاس ہو اور سال بھر رہے تو اس پر سال گزرنے کے بعد نقد روپے کا چالیسواں حصّہ یا چاندی سونے کی قیمت کا چالیسواں حصّہ دینا فرض ہے۔ اسی طرح اموال تجارت میں مال کی قیمت گن کر اس کا چالیسواں حصّہ زکوٰۃ دینا فرض ہے۔

زکوٰۃ وصدقات کا ثواب

حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ خدا کی قسم مالدار لوگ بڑے خسارے میں ہیں مگر وہ مال دار نہیں جو آگے اور دائیں بائیں خرچ کرتے رہتے ہیں مگر اُن کی تعداد بہت کم ہے۔ خیرات کرنا بہت بڑی فائز المرامی ہے۔ بڑے اجر و ثواب کا باعث ہے۔ عیال اللہ کی خدمت ہے جس سے زیادہ اللہ کے نزدیک کوئی محبوب کام نہیں۔

صدقہ

رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ فرمایا:
آدمی کے جوڑ جوڑ اور بند بند پہ ہر

روزہ صدقہ لازم آتا ہے اور اشخاص میں انصاف کر دینا صدقہ ہے۔ سواری پر اسباب لدوا دینا صدقہ ہے۔ کسی کو سہارا دے کر سوار کرا دینا بھی صدقہ ہے۔ نماز کے لئے قدم اٹھانا بھی صدقہ ہے۔ راستے سے کانٹے اور پتھر وغیرہ ہٹا دینا بھی صدقہ ہے۔ لوگوں کو اچھی بات بتانا اور یہ بھی نہ ہو سکے تو خود لوگوں کے ساتھ بُرائی ہی نہ کرنا بھی صدقہ ہے۔ غرض صدقہ اللہ کی راہ میں اپنی کمائی خرچ کرنے کے ساتھ ساتھ مذکورہ بالا امور بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق صدقہ ٹھہرے اللہ تعالیٰ ہمیں زیادہ سے زیادہ صدقات و خیرات ادا کرنے اور زکوٰۃ کا فریضہ باحسن ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

بہترین صدقہ

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بہترین صدقہ وہ ہے جو اسے دے جس کا نفقہ اس پر واجب ہے اگر حصول کی نیت سے گھر والوں کو کچھ دیتا ہے تو صدقہ ہی کا ثواب پاتا ہے۔

اگر کوئی شخص خدا کی راہ میں کچھ دے، کسی کو غلامی سے آزاد کردے، قرضہ سے نجات دلائے، مسکین کو دے اور اپنے گھر والوں کو تو ان سب میں زیادہ ثواب گھر والوں کو دینے کا ہوگا۔

ایک موقعہ پر فرمایا اہل و عیال پر خرچ کرنا، جہاد کے لئے گھوڑے اور اونٹ پرورش کرنے پر خرچ کرنا اور اپنے دوستوں پر خرچ کرنا تمام خرچوں سے افضل ہے۔

حضرت ابوطلحہؓ کے پاس ایک نہایت خوب صورت اور وسیع باغ تھا۔ آیۂ پاک لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون۔ نازل ہونے پر انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آکر عرض کی کہ یہ باغ میری تمام چیزوں سے اعلیٰ اور مجھے سب سے پیارا ہے۔ اس لئے اسے ہی میں نے اللہ کی راہ میں صدقہ کیا۔ آپؐ جہاں مناسب سمجھیں اسے لگادیں فرمایا "سبحان اللہ" یہ باغ تو بہت نفع خیز اور قیمتی ہے۔ میری رائے میں تم اسے اپنے رشتہ داروں میں تقسیم کر دو۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اسلامی احکام کے سمجھنے، ان پر پوری طرح عمل پیرا ہونے، اپنی اعلیٰ اور ستھری چیزیں اللہ کی راہ میں قربان کرنے اور لذات و خواہشات نفسانی سے بچنے کی توفیق دے۔ آمین یا الہ العالمین۔

بقیہ: ثبات و استقلال

خلاصہ آیت ہذا و سورۃ آل عمران

اے مسلمانو! اگر دنیا و آخرت میں تم کامیاب ہونا چاہتے ہو تو سختیاں اٹھا کر بھی طاعت پر جمے رہو۔ گناہوں سے رکو۔ دشمن کے مقابلہ میں مضبوطی اور ثابت قدمی دکھاؤ۔ اسلام اور حدود اسلام کی حفاظت میں لگے رہو۔ جہاں سے دشمن کے حملہ آور ہونے کا خطرہ ہو وہاں آہنی دیوار کی طرح سینہ سپر ہو کر ڈٹ جاؤ۔ اور ہر وقت ہر کام میں خدا سے ڈرتے رہو۔ یہ کر لیا تو سمجھ لو کہ مراد کو پہنچ گئے۔ چونکہ داعیٔ اسلام مجاہد اعظم تھے شجاعت و مردانگی میں اپنی نظیر آپ ہی تھے جہاں بڑے بڑے بہادروں کے میدان سے قدم اکھڑ جاتے ہیں تو وہ انا النبی لا کذب انا ابن عبد المطلب کا نعرہ لگاتے ہوئے دشمنوں کی چھاتی پر چڑھ جاتے ہیں اور ان کے بڑھتے ہوئے سیلاب کو فوراً روک دیتے ہیں اور ان کو وہ شکست فاش دیتے ہیں کہ غالباً آپؐ کے ستاون سرایا و غزوات میں کبھی کسی دشمن کو نصیب نہیں ہوئی۔ ان کے بیوی بچے مال مویشی وغیرہ سب فوج محمدی کے قبضہ میں آ جاتے ہیں اور وہ منہ کی کھا کر بیک بینی و دوگوش بھاگ نکلتے ہیں حضور سراپا نورؐ کو یقین تھا کہ میری امت کے اندر کلمہ توحید کی برکت سے جذبات غیرت و حریت و شجاعت قیامت تک جلوہ افروز رہیں گے اس لئے آپؐ نے پیش گوئی فرمائی۔ کہ جہاد قیامت تک جاری رہے گا۔ کہ مسلمانوں کا نصب العین زندگی ہی ہو گا کہ وہ حق کے دشمنوں سے دبنے نہ پائیں۔ اشاعت حق سے جی نہ چرائیں اور اپنے اپنے فرائض عبودیت میں کم ہمتی نہ دکھلائیں۔ حصول قرب الٰہی میں دن دونی رات چوگنی ترقی کرتے جائیں۔

ہر کلمہ گو کا فرض ہے کہ حصول رضائے الٰہی کے لئے بدنی، مالی اور جانی قربانی کے لئے ہر وقت آمادہ اور تیار رہے۔ جب مسلمان اس کام کے لئے تیار ہو جائیں گے تو پھر امداد الٰہی ان کی پشت پناہ ہو گی۔ نتیجہ یہ نکلے گا کہ جو اس خدا پرست جماعت کے مقابلہ میں آئے گا۔ ذلت و نامرادی اور بربادی کا منہ دیکھے گا۔

خطیب پاکستان

حضرت مولانا قاضی احسان احمد صاحب مدظلہ، واپس شجاع آباد چلے گئے ہیں تکلیف ابھی تک بدستور ہے احباب خلوص دل سے دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ انہیں جلد از جلد شفایاب فرمائے۔

مُفید معلُومات

برائے

زائرین حرمین الشریفین

از الحاج محمد عثمان غنی بی۔اے واہ کینٹ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کی دلی آرزوئیں پوری فرمائیں اور سب کو مرکزِ اسلام پر اور شہرِ پُر انوار مدینہ منورہ کی زیارت نصیب فرمائیں آمین۔ عام طور پر حجاجِ کرام باوجود مفصل کتابوں کے مطالعہ اور پرانے حاجیوں سے گفتگو کے بعد بھی معلومات مکمل طور پر حاصل نہیں کر سکتے۔ میرے ساتھ بھی یہ ہی معاملہ تھا۔ ویسے تو عشق کی داستان ختم ہونے ہی کو نہیں آتی اور جوں جوں اس تذکرے کو طویل کیا جائے لذتِ شوق تیز سے تیز تر ہوتی چلی جاتی ہے ؏

لذیذ بود حکایت، دراز تر گفتم

مگر میں اپنے محبوب رسالہ خدام الدین کے صفحات کی کمی کے باعث مختصر طور پر اپنے ملک کے ان بزرگوں کی اطلاع کے لئے چند ایسی باتیں لکھتا ہوں جو انشاءاللہ ان کے لئے مفید ثابت ہوں گی۔

حکومتِ پاکستان نے امسال ۱۸ سال سے زائد عمر والے لوگوں سے درخواستیں طلب کی ہیں۔ درخواستیں ۲۰ نومبر ۱۹۶۶ء تک طلب کی گئی ہیں۔

فارم مختلف بینکوں کے دفتروں سے مل سکتے ہیں ان کو صحیح طریقہ سے بھروا لیں یا خود بھر لیں۔ مرد چار تصویریں گوند سے چسپاں کر دیں اور عورتوں کی تصویر درکار نہیں ہے۔ اخراجات اور کرایہ کے پیسے بنک میں جمع کرادیں رسیدیں درخواستوں کے ہمراہ نتھی کر کے حکومت کے مقررہ لفافوں میں درخواستیں ڈال کر بذریعہ رجسٹری بنام ڈپٹی کمشنر صاحب ضلع بھجوادیں۔ اگر آپ عرشہ کے مسافر نہیں یعنی درجہ اوّل یا درجہ دوم میں سفر کرنا چاہتے ہیں تو پھر اپنی درخواست بنام ڈویژنل کمشنر ارسال کریں۔ جب آپ کو مناسب ہدایات گورنمنٹ کی طرف سے موصول ہوں گی کہ جہاز فلاں تاریخ کو روانہ ہو گا اور آپ فلاں دن تک کراچی یا چٹا گانگ پہنچ کر حاجی کیمپ میں کاغذات مکمل کرا لیں۔ آپ اپنے نام کا اعلان ہوتے ہی چیچک اور ہیضہ کے ٹیکے لگوالیں۔ ان ٹیکوں پر ڈاکٹر صاحب اپنی مہریں لگا کر آپ کو کاپی دے دیں گے۔ اب آپ حج کے مسئلے مسائل عالموں سے معلوم کریں یا کتابیں پڑھیں۔ دعائیں یاد کریں اللہ اور رسول کے شہروں کے فضائل کے تذکرے پڑھیں یا سنیں تا کہ آتشِ شوق اور تیز ہو۔

بستر نہایت مختصر ساتھ لیں۔ سردی کا موسم ہے لحاف اور توشک لے لیں تکیہ اور چادر لے لیں۔ کمبل ہو تو بہتر ورنہ جدہ جا کر خرید لیں۔ آپ کو دو کمبل ساتھ لانے کی بھی اجازت ہے۔ اگر آپ عرشہ یعنی تھرڈ کلاس کے مسافر ہیں تو کھانے کے برتن اور ایک چٹائی لے لیں۔ جہاز کے فرش پر چٹائی بچھا کر اوپر بستر لگا لیں گے۔ برتن اپنے ہوں گے اور ان میں جہاز کا عملہ کھانا آپ کی جگہ پر لا کر دے جائے گا۔ برتن بوری میں ڈال لیں چند پہننے کے کپڑے اور کھانے کا سامان ساتھ لے لیں۔ ایک یا دو سیر گھی لے لیں نمک مرچ دالیں مصالحے وغیرہ سب لے کر جائیں۔ تیل بھی ساتھ لے جائیں کیوں کہ وہاں سرسوں کا تیل نہیں ملتا۔

لوٹا، بالٹی، گلاس، اور چھتری ہمراہ لے لیں کیونکہ حج کے دنوں میں جگہ جگہ دھوپ میں جانا پڑتا ہے۔ سامان سامان مضبوط باندھیں اور اس پر اپنا مکمل نام اور پاکستان کا پورہ پتہ خوشخط لکھ لیں عرب میں جو معلّم ہو اس کا نام بھی سامان پر لکھیں۔ جب آپ کا نام قرعہ میں آئے گا تو کئی معلّموں کے ایجنٹ آپ سے رابطہ پیدا کرنے کی کوشش کریں گے اور اور کراچی پہنچنے پر بھی اکثر لوگ آپ کو کہیں گے کہ ہمارے معلّم کے پاس جانا۔ معلّم عرب حکومت کے منظور شدہ لوگ ہوتے ہیں جو حکومت کی کاروائی میں مدد کرتے ہیں حجاج کے پاسپورٹ وغیرہ ان کے پاس رہتے ہیں اور یہی لوگ حجاج کے طواف وغیرہ میں بھی ممد ہوتے ہیں۔ آپ اپنی اپنی جگہ اپنی اپنی پسند کے معلّم کا انتخاب کریں اور اس نام اپنے سامان پر لکھ کر سامان کے کم سے کم نگ بنا لیں۔ احرام کی چادریں بنا لیں جو بن سلے کپڑے کی ہونی چاہئیں۔ مرد کو دو چادریں لینی چاہئیں ایک کمر کے گرد باندھنے کے لئے اور ایک جسم پر اوڑھنے کے لئے عورت کا اپنا لباس ہی احرام ہے صرف بالوں کو محفوظ کرنے کے لئے رومال باندھ لے۔

جب آپ کی اپنے شہر سے روانگی ہو تو اپنا سامان درست کر کے غسل کریں اور اپنے محلہ کی مسجد میں دو رکعت نماز نفل پڑھیں۔ اپنے احباب اور اعزّاء سے اپنے اپنے قصوروں کی معافی مانگیں اور یہ سوچیں کہ آج میں کوچ کر رہا ہوں چلتے وقت غربا و مساکین کو صدقہ بھی دیں اور کراچی کے لئے گاڑی میں جگہ ریزرو کرا لیں۔ حاجیوں کے لئے حکومت ایک طرف کا کرایہ لے کر دونو طرف کا واپسی ٹکٹ دیتی ہے مگر یہ ٹکٹ آپ کو اس کاغذ کا ثبوت دکھا کر ملے گا جو آپ کے قرعہ میں کامیاب ہونے کے بعد ضلع کے حکام کی طرف بھیجا جائے اس کا نام [illegible]

(PASSAGE VOUCHER) ہے کراچی صدر کے ریلوے سٹیشن کے بالکل پاس ہی حاجی کیمپ ہے (غالباً اس سال نئے حاجی کیمپ میں حجاج کو ٹھہرائیں) وہاں پہنچ کر آپ مقررہ حاکم کو بتا دیں اور رسیدیں دکھا کر پلگرم پاس حاصل کریں وہاں ہی بنک کے دفتر ہیں اور وہاں ہی جہاز راں کمپنی کا دفتر ہے گرٹ پر حج کے مسائل کی کتابیں مفت ملتی ہیں وہ بھی لے لیں۔ وہاں لاؤڈ سپیکر پر مختلف اعلانات ہوتے رہتے ہیں وہ بھی غور سے سنا کریں۔ حاجی کیمپ میں حکومت کا ڈاکٹر آپ کے ٹیکے دیکھے گا اور کاغذات کی پڑتال کرے گا اور ان پر دستخط کرے گا۔ جب آپ یہ کام کرا لیں تو پھر بنک میں رسید دکھا کر حج کے نوٹ حاصل کریں یہ سبز رنگ کے دس دس کے نوٹ ہوتے ہیں ان کو عرب جا کر آپ ریال میں تبدیل کرا لیں گے۔ حاجی کیمپ میں سات دن رہنا ہو گا اس لئے اتنے دن کھانے کا بندوبست اپنا ہو گا۔ اگر کسی عزیز کے ہاں ٹھہریں تو پھر بھی دن کے وقت حاجی کیمپ میں جا کر کاروائی مکمل کرا لیں ورنہ وہاں سیٹ منسوخ ہو جانے کا خطرہ ہو گا۔ حاجی کیمپ میں مسجد بھی ہے وہاں حج کے مسائل پر کافی حضرات وعظ و نصیحت کرتے ہیں تکبیریں بتلاتے ہیں وہ سیکھیں اپنے حج نوٹ محفوظ رکھیں زم زم کے لئے ڈبے ساتھ لے جائیں ورنہ وہاں سے لے لیں ان پر بھی اپنا نام پتہ لکھ لیں جس روز جہاز چلنا ہو گا اس سے ایک روز قبل حج آمیز آپ کو لاؤڈ سپیکر پر مکمل ہدایات دے گا اور اس کے مطابق عمل کریں۔ حکومت کراچی بندرگاہ تک آپ کو اور آپ کے سامان کو پہنچانے کے لئے گاڑیوں کا مناسب اجرت پر انتظام کرے گی قلیوں کو بھی معمول اجرت دینی پڑتی ہے جہاز پر چڑھنے سے پہلے آپ کے صحت کے کاغذات کی پڑتال ہو گی آپ کے سامان کی پڑتال ہو گی کہ کوئی بھنگ چرس وغیرہ نہ لے جا رہا ہو۔ اور تیسری چیز یہ ہے کہ پاکستانی سکہ میں صرف بیس روپے لے جا سکتا ہے اس لئے اگر اس سے زیادہ رقم پاس ہو تو وہ قلی کی اجرت وغیرہ دے کر کسی عزیز کے پاس جمع کرا دیں اور سو سو روپے کے نوٹ اگر آپ کے پاس ہوئے اور کسٹم والوں نے پکڑ لئے تو وہ حکومت کے قانون کی خلاف ورزی میں ضبط ہو جائیں گے اس لئے کوئی بھی قانون شکنی نہ کریں۔ وہاں کسٹم ہاؤس میں ایمی گریشن پولیس بھی ہو گی وہاں پر کاغذ ملے گا جس پرآپ اپنا مکمل نام پتہ اور پاس نمبر لکھ کر دیں گے۔

اس کے بعد آپ اپنا سامان قلی کے ساتھ لے کر جہاز میں چلے جائیں آپ کو جس کمرے میں جگہ دی گئی ہو وہاں ہی جانے کی کوشش کریں جہاز کی کئی منزلیں ہیں اس لئے قلی لوگ عموماً اس روز زیادہ روپیہ کمانے کی غرض سے مسافروں کو جہاز میں چھوڑ کر غلط یا صحیح جگہ کی تمیز کئے بغیر اتر آتے ہیں اگر آپ پڑھے لکھے ہیں تو اپنا صحیح کمرہ خود تلاش کریں ورنہ پوچھ لیں اگر کوئی بھی صورت نہ بنے تو پھر جہاں جگہ مل جائے ٹھیک ہے بستر فوراً چٹائی پر ڈال کر بچھا لیں سیڑھیوں کے پاس بستر نہ لگائیں ورنہ جہاز کا عملہ اٹھا دے گا۔ جہاز پر سوار ہوتے وقت اپنا ٹکٹ ہاتھ میں رکھیں وہاں آپ سے ایمی گریشن پولیس افسر ٹکٹ لے کر آدھا حصہ کاٹ لے گا اور باقی آپ کو دے دے گا۔

جہاز کے ہر کمرہ میں لاؤڈ سپیکر ہے آذان اور اعلان وغیرہ کی برابر آواز آتی ہے آپ اگر اپنی جگہ چھوڑ کر چلے گئے تو پھر وہاں پہنچنا مشکل ہو گا اس لئے اچھی طرح سے راستہ معلوم کر کے اِدھر اُدھر جائیں غسل خانے جگہ جگہ ہیں وضو اور غسل کا انتظام ہے نماز باجماعت بھی ہوتی ہے مگر مسجد کا راستہ اچھی طرح یاد کر لیں ورنہ اپنی جگہ پر آنا مشکل ہو گا جہاز کے اندر مختلف سیڑھیاں ہیں اور ایک دوسری سیڑھیوں سے بھول کر آپ کہیں کے کہیں جا نکلیں گے اگر خدا نخواستہ جہاز میں بھول جائیں تو مسجد میں پہنچنے کی کوشش کریں مسجد جہاز کی سب سے اوپر والی چھت پر ہے اور وہاں اپنا کوئی ساتھی تلاش کریں یا جہاز کے کسی افسر کو بتائیں کہ میری جگہ نہیں ملتی وہ آپ کو پہنچا دیں گے۔ اگر جہاز میں چکر آئیں یا طبیعت خراب ہو تو ڈاکٹر کے پاس جائیں دوائی مفت ملتی ہے۔ ڈاکٹر بڑے نیک اور خدمت گزار ہیں۔ سفر میں کسی سے جھگڑا وغیرہ نہ کریں کیوں کہ آپ اللہ اور رسول کے مہمان بن کر جا رہے ہیں بڑے اخلاق کا مظاہرہ کریں۔ جب کھانے کا وقت ہوتا ہے تو جہاز کے ملازم کھانا لے کر آ جاتے ہیں اوّل اور دوم درجہ کے مسافروں کو جہاز والے اپنے برتنوں میں کھانے دیتے ہیں اور خود ہی اٹھا کر لے جاتے ہیں مگر درجہ سوم کے مسافروں کو اپنے برتن میں کھانا لینا پڑتا ہے اور خود ہی برتن صاف کرنا پڑتے ہیں، آپ جہاز میں اچار ضرور لے کر کھائیں۔ ہر طرح کی چیز کھانے میں ملتی ہے کھانا بہت زیادہ ملتا ہے اور جو باقی بچ جائے وہ سمندر کی مخلوق کو مل جاتا ہے اس لئے یہ کھانا آپ سمندر میں گرا دیں، جہاز میں دو طرح کا پانی ہو گا ایک میٹھا پانی ایک کھاری پانی۔ میٹھا پانی صرف پینے یا وضو کے لئے استعمال کریں کپڑے دھونے برتن صاف کرنے یا غسل کے لئے کھاری پانی استعمال

(باقی صفحہ ۱۴ پر)

ثبات و استقلال اور استقامت کی تاکید

ایم عبدالرحمن لودھیانوی

ثبات اور استقلال و استقامت کوئی جداگانہ خصلت نہیں بلکہ شجاعت کی شرطِ لازمی ہے ان صفات کا نہ ہونا ضعفِ ہمت اور بزدلی کی دلیل ہے۔ جڑ کھوکھلی ہو تو شاخیں ضرور مرجھائی ہوئی ہوں گی۔ غیر مستقل مزاج آدمی کسی کام کا حق ادا نہیں کر سکتا اور ہمیشہ اس کی کوشش لا حاصل ہوتی ہے۔

۱۔ وَلَمَّا بَرَزُوا لِجَالُوتَ وَجُنُودِهٖ قَالُوا رَبَّنَا أَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّثَبِّتْ أَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِينَ ۝ (پ۲ ع۱۷)

ترجمہ:۔ اور (طالوت کے ہمراہی) جب جالوت اور اس کی فوجوں کے مقابلے میں آئے تو دعا کی کہ اے پروردگار! ہم پر صبر (کی پکھالیں) انڈیل دے اور معرکہ جنگ میں ہمارے پاؤں جمائے رکھ اور کافروں کی جماعت پر ہم کو فتح دے۔

(تفسیر) جب ۳۱۳ آدمی جالوت کے سامنے ہوئے اور انہی میں حضرت داؤدؑ کے والد اور ان کے چھ بھائی خود حضرت داؤدؑ بھی تھے حضرت داؤد کو راستہ میں تین پتھر ملے اور بولے کہ ہم کو اٹھا لے ہم جالوت کو قتل کریں گے۔ جب مقابلہ ہوا جالوت خود باہر نکلا اور کہا کہ میں اکیلا تم سب کو کافی ہوں میرے سامنے آتے جاؤ۔ حضرت شموئیل نے حضرت داؤد کے باپ کو بلایا کہ اپنے بیٹے مجھ کو نہیں دکھلایا کیونکہ ان کا قد چھوٹا تھا اور بکریاں چراتے تھے۔ پیغمبر نے ان کو بلایا اور پوچھا کہ تو جالوت کو مارے گا۔ انہوں نے کہا ماروں گا پھر جالوت کے سامنے گئے اور انہیں تینوں پتھروں کو گوپیا میں رکھ کر مارا۔ جالوت کا صرف ماتھا کھلا تھا اور تمام بدن لوہے میں غرق تھا۔ تینوں پتھر اس کے ماتھے پر لگے اور پیچھے کو نکل گئے جالوت کا لشکر بھاگا اور مسلمانوں کو فتح ہوئی۔ پھر طالوت نے حضرت داؤد سے اپنی بیٹی کا نکاح کر دیا اور طالوت کے بعد یہ بادشاہ ہوتے۔

اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ حکم جہاد ہمیشہ سے چلا آ رہا ہے اور اس میں اللہ کی بڑی رحمت اور احسان ہے۔ نادان کہتے ہیں کہ لڑائی نبیوں کا کام نہیں (حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسن صاحبؒ)

۲۔ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا لَقِيتُمْ فِئَةً فَاثْبُتُوا وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ۝ وَأَطِيعُوا اللّٰهَ وَرَسُولَهٗ وَلَا تَنَازَعُوا فَتَفْشَلُوا وَتَذْهَبَ رِيحُكُمْ وَاصْبِرُوا ؕ إِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِينَ ۝ (پ۱۰ ع۲)

(ترجمہ) مسلمانو! جب کافروں کی کسی فوج سے تمہاری مٹھ بھیڑ ہو جایا کرے تو ثابت قدم رہو اور کثرت سے اللہ کو یاد کرو تا کہ تم (آخر کار) فلاح پاؤ اور اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانو اور آپس میں جھگڑا نہ کرو کیونکہ آپس میں جھگڑا کرنے سے تم ہمت ہار دو گے اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی اور لڑائی کی تکلیفوں پر صبر کرو۔ بے شک اللہ صبر کرنے والوں کا ساتھی ہے۔

(تفسیر) ذکر میں نماز، دعا، تکبیر اور ہر قسم کا ذکر اللہ شامل ہے ذکر اللہ کی تاثیر یہ ہے کہ ذاکر کا دل مضبوط اور مطمئن ہوتا ہے جس کی جہاد میں سب سے زیادہ ضرورت ہے۔ صحابہ کرام کا سب سے بڑا ہتھیار یہی تھا۔ جو سختیاں جہاد کے وقت پیش آئیں۔ ان کو صبر و استقامت سے برداشت کرو ہمت نہ ہارو۔ مثل مشہور ہے کہ ہمت کا حامی خدا ہے۔

معلوم ہوا کہ دولت لشکر اور میگزین وغیرہ سے فتح و نصرت حاصل نہیں ہوتی ثابت قدمی۔ صبر و استقلال قوت وطمانیتِ قلب، یادِ الٰہی خدا و رسول اور ان کے قائم مقام سرداروں کی اطاعت و فرماں برداری اور باہمی اتفاق و اتحاد سے حاصل ہوتی ہے۔

۳۔ إِذْ يُوحِي رَبُّكَ إِلَى الْمَلٰٓئِكَةِ أَنِّي مَعَكُمْ فَثَبِّتُوا الَّذِينَ آمَنُوا سَأُلْقِي فِي قُلُوبِ الَّذِينَ كَفَرُوا الرُّعْبَ فَاضْرِبُوا فَوْقَ الْأَعْنَاقِ وَاضْرِبُوا مِنْهُمْ كُلَّ بَنَانٍ ۝ (پ۹ ع۱۶)

(ترجمہ) جب تیرے رب نے فرشتوں کو حکم بھیجا کہ میں تمہارے ساتھ ہوں تم مسلمانوں کے دل ثابت رکھو۔ میں کافروں کے دل میں وحشت ڈال دوں گا۔ سو گردنوں پر مارو اور ان کے پور پور کاٹو۔

(تفسیر) بدر کا معرکہ مسلمانوں کے لئے فی الحقیقت بہت ہی سخت آزمائش اور عظیم الشان امتحان کا موقعہ تھا۔ وہ تعداد میں تھوڑے تھے۔ بے سرو سامان تھے۔ فوجی مقابلہ کے لئے تیار ہو کر نہ نکلے تھے۔ مقابلہ پر ان سے تگنی تعداد کا لشکر تھا۔ جو پورے سازو سامان سے کبرو غرور کے نشہ میں سرشار ہو کر نکلا تھا۔ مسلمانوں اور کافروں کی پہلی ہی قابلِ ذکر ٹکر تھی۔ پھر صورت ایسی پیش آئی کہ کفار نے پہلے ہی سے اچھی جگہ اور پانی وغیرہ پر قبضہ کر لیا مسلمان نشیب میں تھے ریت بہت زیادہ تھی جس میں چلتے ہوئے پاؤں دھنستے تھے گرد و غبار نے الگ پریشان کر رکھا تھا۔ پانی نہ ملنے سے ایک طرف غسل و وضو کی تکلیف، دوسری طرف پیاس ستا رہی تھی۔ یہ چیزیں دیکھ کر مسلمان ڈرے کہ بظاہر آثار شکست کے ہیں۔ شیطان نے دلوں میں وسوسہ ڈالا کہ اگر واقعی تم خدا کے مقبول بندے ہوتے تو ضرور تائید ایزدی تمہاری طرف ہوتی اور ایسی پریشان کن اور مایوس انگیز حالت پیش نہ آتی اس وقت حق تعالےٰ نے رحمتِ کاملہ سے زور کا مینہ برسایا جس سے میدان کی ریت جم گئی۔ غسل و وضو کرنے اور پینے کے لئے پانی کی افراط ہوگئی۔ گرد و غبار سے نجات ملی۔ کفار کا لشکر جس جگہ تھا وہاں کیچڑ اور پھسلن سے چلنا پھرنا دشوار ہوگیا۔ جب یہ ظاہری پریشانیاں دور ہوئیں۔ تو حق تعالےٰ

نے مسلمانوں پر ایک قسم کی غنودگی طاری کر دی۔ آنکھ کھلی تو دلوں سے سارا خوف و ہراس جاتا رہا۔

بعض روایات میں ہے کہ حضورؐ اور ابوبکر صدیقؓ رات بھر عریش میں مشغول دعا رہے اخیر میں حضورؐ پر خفیف سی غنودگی طاری ہوئی جب اس سے چونکے تو فرمایا خوش ہو جاؤ کہ جبرئیلؑ تمہاری مدد کو آرہے ہیں۔ آپؐ عریش سے باہر تشریف لائے تو سَیُھْزَمُ الْجَمْعُ وَ یُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ (پ ۲۷ ع ۱۰) (اب شکست کھائے گا۔ یہ مجمع اور پیٹھ پھیر کر بھاگیں گے) زبانِ مبارک پر جاری تھا۔ بہرحال اس بارانِ رحمت نے بدن کو ناپاکی سے اور دلوں کو شیطان کے وساوس سے پاک کر دیا۔ ادھر ریت کے جم جانے سے ظاہری طور پر قدم جم گئے اور اندر سے ڈر نکل کر دل مضبوط ہو گئے۔

۴۔ یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰہَ یَنْصُرْکُمْ وَ یُثَبِّتْ اَقْدَامَکُمْ ○ وَالَّذِیْنَ کَفَرُوْا فَتَعْسًا لَّھُمْ وَاَضَلَّ اَعْمَالَھُمْ ○ (پ ۲۶ ع ۵)

ترجمہ: مسلمانو! اگر تم اللہ کے دین کی مدد کرو گے تو وہ تمہاری مدد کرے گا اور دشمنوں کے مقابلہ میں تمہارے پاؤں جمائے رکھے گا اور جو لوگ دینِ حق سے منکر ہیں اُن کے پاؤں اُکھڑ جائیں گے اور اُن کا سارا کیا کرایا خدا برباد کر دے گا۔

اگر کوئی اللہ کے دین کی اور اس کے پیغمبرؐ کی مدد کرے گا تو جہاد میں اللہ کی مدد سے تمہارے پاؤں نہیں ڈگمگائیں گے اور اسلام و اطاعت پر ثابت قدم رہو گے جس کے نتیجہ میں پُل صراط پر ثابت قدمی نصیب ہو گی۔ جس طرح مومنوں کے قدم جما دئے جاتے ہیں اس کے برعکس منکروں کو منہ کے بل گرا دیا جاتا ہے اور جیسے خدا کی طرف سے مومنین کی مدد کی جاتی ہے اس کے خلاف کافروں کے کام برباد کر دیئے جاتے ہیں۔

۵۔ رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ ھَدَیْتَنَا وَھَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْکَ رَحْمَۃً اِنَّکَ اَنْتَ الْوَھَّابُ ○ (پ ۳ ع ۹)

ترجمہ: اے ہمارے پروردگار! ہم کو راہِ راست پر لائے پیچھے ہمارے دلوں کو ڈانواں ڈول نہ کر اور اپنی سرکار سے ہم کو رحمت کا خلعت عطا فرما، کچھ شک نہیں کہ تو بڑا دینے والا ہے۔

مطلب: راسخین فی العلم اپنے کمالِ علمی اور قوتِ ایمانی پر مغرور نہیں ہوتے بلکہ ہمیشہ حق تعالےٰ سے استقامت اور مزید فضل و عنایت کے طلبگار رہتے ہیں تاکہ کمائی ہوئی پُونجی ضائع نہ ہو جائے اور خدا نکردہ دل سیدھے ہونے کے بعد کج نہ کر دئے جائیں۔ حدیث میں ہے کہ نبی کریمؐ امت کو سنانے کے لئے اکثر یہ دعا کیا کرتے تھے:

"یَا مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ ثَبِّتْ قَلْبِیْ عَلٰی دِیْنِکَ"

ترجمہ: اے دلوں کو پھیرنے والے! میرے دل کو اپنے دین پر جمائے رکھ

۶۔
فَلِذٰلِکَ فَادْعُ وَاسْتَقِمْ کَمَا اُمِرْتَ وَلَا تَتَّبِعْ اَھْوَآءَھُمْ (پ ۲۵ ع ۳)

ترجمہ: سو تو اسی طرف بُلا، اور قائم رہ جیسا کہ تجھ کو فرما دیا اور اُن کی خواہشوں پر مت چل۔

جب دینِ حق کے متعلق تفریق و اختلاف کے طوفان چاروں طرف سے اُٹھ رہے ہیں تو آپ کا فرض یہ ہے کہ غیر متزلزل عزم کے ساتھ اسی دین و آئین کی طرف لوگوں کو بلاتے رہیں جس کی دعوت آدمؑ و نوحؑ اور ان کے بعد تمام انبیاء دیتے چلے آئے ہیں آپ اپنے پروردگار کے حکم سے ذرا ادھر اُدھر نہ ہوں قولاً و فعلاً اور علماً و حالاً برابر اسی راستہ پر گامزن رہیں جس پر اب تک رہے ہیں مکذبین و معاندین کی خواہشات کی ذرا پرواہ نہ کریں اور صاف اعلان کر دیں کہ میں اللہ کی نازل کی ہوئی ہر کتاب پر خواہ وہ تورات ہو یا انجیل یا قرآن یا کوئی صحیفہ جو کسی زمانہ میں کسی پیغمبر پر نازل ہوا ہو سچے دل سے یقین رکھتا ہوں۔ میرا کام پہلی صداقتوں کو جھٹلانا نہیں بلکہ سب کو تسلیم کرنا اور باقی رکھنا ہے اور مجھ کو حکم ہے کہ تمہارے درمیان انصاف کروں۔ جو اختلاف تم نے ڈالے ہیں ان کا منصفانہ فیصلہ دوں اور تبلیغ احکام و شرائع یا جھگڑوں کے فیصلہ کرنے میں عدل و مساوات کا اصول قائم رکھوں۔

۷۔ یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِذَا لَقِیْتُمُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا زَحْفًا فَلَا تُوَلُّوْھُمُ الْاَدْبَارَ ○ (پ ۹ ع ۱۶)

ترجمہ: اے مسلمانو! جب تم کفار سے صف بہ صف مقابل ہو جاؤ تو اُن کو پیٹھ نہ دینا۔

جو کوئی اس روز پیٹھ دے گا وہ خدا کا غضب لے کر پھرے گا۔

اس آیت میں اللہ تعالےٰ مسلمانوں کو ہر ایک جنگ میں صبر و استقلال کا حکم دیتا ہے۔ احادیث صحیحہ میں مقابلہ کفار سے بھاگنا ان سات کبیرہ گناہوں میں شمار ہوتا ہے جو باعثِ ہلاکت ہیں۔

دشمن سے بھاگنا اس وقت حرام ہے۔ جب کہ کافر برابر یا دو چند ہوں اور جب تعداد اس سے زیادہ ہو تو اس صورت میں جان بچانے کے لئے بھاگنا جائز ہے۔

یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا وَصَابِرُوْا وَرَابِطُوْا وَاتَّقُوا اللّٰہَ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ ○ (پ ۴ ع ۱۱)

ترجمہ۔ اے ایمان والو! صبر اور (تکالیف کی برداشت) کرتے رہو اور آپس میں دِل بستگی رکھو اور اللہ سے ڈرتے رہو تاکہ تم مراد کو پہنچو۔

تشریح: کافروں کو پڑا بکنے دو۔ تمہارا جو کام ہے وہ کئے چلے جاؤ حقوق اللہ اور حقوق العباد کے ادا کرنے میں صبر سے کام لو۔ اوامر کو بجا لاؤ اور منہیات سے بچنے کی کوشش کرو۔ گھر کے لوگوں، ہمسایوں اور اہلِ شہر و قوم کے اخلاقِ رذیلہ برداشت کرنے، انتقام لینے اور غصہ کے فرو کرنے میں دل کو روکے رکھے۔ یہ سب باتیں صَابِرُوْا کے تحت آگئیں۔ رَابِطُوْا کے معنیٰ دِل کو محبت الٰہی سے باندھے رکھو۔ رات کو مخالفوں کے لئے پہرہ دینے پر دل کو باندھے۔

آہ! میاں غلام حسین

مولانا احمد علیؒ کا تربیت یافتہ انسان

عبدالہادی قلعہ گوجر سنگھ لاہور

كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ۝ وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ ۝

(پارہ ۲۷ - الرحمٰن ۲)

ترجمہ: جو (مخلوق) زمین پر ہے۔ سب کو فنا ہونا ہے۔ اور تمہارے پروردگار ہی کی ذات (بابرکت) جو صاحبِ جلال و عظمت ہے، باقی رہے گی۔

سپردم بتو مایہ خویش را
تو دانی حساب کم و بیش را

موت پیدائش کا منطقی اور ناگزیر نتیجہ ہے جو پیدا ہوگا، بالآخر اسے مرنا ہے۔ اس سے فرار ممکن ہی نہیں۔ مرنا وہ سفر ہے، جس کا انقطاع نہیں، وہ جدائی ہے۔ جس کے بعد اس دنیا میں وصال نہیں گمشدگی ہے جس کی کبھی بازیافت نہیں وہ غشی ہے، جس سے افاقہ نہیں، اور وہ بیگانگی ہے، جس کے پیچھے کوئی تعلق نہیں موت و حیات کی حقیقت انسان پر اسی وقت کھلتی ہے، جب اس کی زندگی اور موت دونوں خدا کے لئے ہو جاتی ہیں۔ نفسانی لذات کے حصول کے لئے زندہ رہنے والے پر نہ زندگی کی حقیقت آشکارا ہو سکتی ہے اور نہ وہ موت ہی کے مفہوم کو سمجھ سکتا ہے، کہ یہ رضائے حبیب کا دوسرا نام ہے۔ بڑے بڑے بادشاہ جن کے نام سے کانپتے تھے، قدرت کے فیصلے کے سامنے ان کو بھی جھکنا پڑا، موت سے وہ بھی شکست کھا گئے۔

وہ صبح مجھے آج بھی ایک ڈراؤنے خواب کی مانند یاد ہے، جب محترم والد میاں غلام حسین صاحب کے ناگہانی انتقال کی غمناک خبر سنی۔ اس المناک خبر سے میں تصویرِ حیرت بن گیا۔ مجھے یقین نہ آتا تھا۔ کہ یہ بات اس عظیم شخصیت کے بارے میں کہی گئی ہے۔ جو مولانا احمد علیؒ صاحب سے پینتیس سال فیض یاب ہوتے رہے، اور عجز و انکساری کا مرقع بن گئے۔ ایک روز قبل وہ تندرست و توانا نظر آتے تھے، میں تصوّر بھی نہ کر سکتا تھا۔ کہ انسانیت کے درد سے لبریز پیکر جلد ہی پیوند خاک ہو جائے گا۔ حالات یکسر تبدیل ہو گئے شفیق و محسن والد دو روز زیر علاج رہے لیکن عمر نے وفا نہ کی۔ آخر ۷ اکتوبر ۱۹۶۶ء کو زندگی دغا دے گئی اور انہوں نے موت سے تعلق قائم کر لیا۔ وہ بہت دور چلے گئے اتنی دور کہ جہاں سے کوئی واپس نہیں آ سکتا۔ آہ سادگی و خلوص سے چمکتا ہوا چہرہ ہمیشہ کے لئے نظروں سے اوجھل ہو گیا۔

خدام الدین سے وابستگی

میاں صاحب ۱۹۲۶ء سے "انجمن خدام الدین" سے منسلک ہوئے اگرچہ اس سے قبل مولانا احمد علیؒ صاحب سے اختلاف رکھتے تھے لیکن خوش قسمتی سے چند روز مولانا کی خدمتِ اقدس میں رہنے سے نقطۂ نظر یکسر بدل گیا۔ فرمانے لگے "مجھے مولانا احمد علی صاحبؒ کو سمجھنے میں غلطی لگی، بلاشبہ کامل اور اصل حنفی ہیں" بس پھر کیا تھا حالت ہی بدل گئی اور ۳۵ سال مولانا احمد علیؒ سے فیضیاب ہوتے رہے۔ اسی محبّت کا نتیجہ تھا کہ ان کے اخلاق و کردار پر جو رنگ چڑھا، وہ ہمارے لئے روشنی کے مینار کی حیثیت رکھتا ہے اور گمراہی کی ظلمت و تاریکی میں بھٹکتے انسانوں کے لئے مشعلِ راہ ہے انہوں نے "انجمن خدام الدین" میں ناظم اور محتسب کے فرائض بہ طریق احسن انجام دیئے، اور سینتیس سال کی طویل مدت میں ایک پائی بھی معاوضہ نہیں لیا۔ ان کی یہ دینی خدمت واقعی قابلِ رشک ہے۔

سادگی و انکساری کا مرقع

مولانا احمد علیؒ صاحب کا میاں صاحب کی زندگی پر گہرا اثر پڑا ہے، اور اس کی جھلک ان کے اخلاق و کردار میں نمایاں نظر آتی ہے۔ اسی صحبت کا باعث تھا، کہ عجز و انکساری ان کے رگ و ریشے میں سرایت کر چکی تھی۔ وہ سادگی و خلوص کے مرقع تھے۔ ان کی شخصیت کے جس پہلو سے میں سب سے زیادہ متاثر ہوا وہ ان کا پُر خلوص انکسار تھا وہ ایک معمولی آدمی سے اور بھی زیادہ بے تکلفی سے ملتے تھے، اور باوجودیکہ وہ مجسّم خودداری تھے۔ لیکن ان میں مطلق غرور نہ تھا۔ کچھ عرصہ قبل ہمارے قریب ہی ایک دینی مدرسہ تعمیر ہو رہا تھا۔ میاں صاحب روزانہ مدرسے کی تعمیر کے سلسلے میں دیکھ بھال کے لئے جاتے تھے۔ آپ وہاں خود مزدوروں کے ساتھ اینٹیں اٹھا اٹھا کر لاتے تھے مدرسہ کے منتظمین نے اس تکلیف سے منع فرمایا کہ مزدور کام کر رہے ہیں آپ کو تکلیف اٹھانے کی کیا ضرورت ہے۔ میاں صاحب نے فرمایا: "میں غریب آدمی ہوں، گو مالی امداد نہیں کر سکتا۔ لیکن دینی خدمت کے لئے جان تو حاضر ہے، میں دینی مدرسے کے لئے اتنا ہی کام کر جاؤں"۔ افسوس! اتنی محسن و شفیق شخصیت کو ہم نے جلد کھو دیا ان کے اخلاق و کردار کو ہر شخص رشک کی نگاہ سے دیکھتا تھا۔

ان کی باتیں یاد آتی ہیں تو رو دیتا ہے دل
دائمی فرقت سے ان کی آج خوں ہوتا ہے دل

رشد و ہدایت کا سبق

اسلام میاں صاحب کے رگ و ریشے میں سرایت کر چکا تھا عمر بھر اسلامی اصولوں اور شریعت کی پیروی کی، اور اس بارے میں کسی کی مطلق پرواہ نہیں کی۔ جس طرح ان کی زبان میں اثر تھا، اسی طرح ان کی تحریر بھی دلی جذبات کی آئینہ دار اور بے پناہ اثر کی حامل تھی۔ آپ عرصے سے ہفت روزہ خدام میں مضامین لکھتے رہے اور ان کی وفات کے بعد بھی ان کے دو آخری مضامین "جزا و سزا"، اور "خدا سب کا لیکن خدا کا کوئی کوئی" شائع ہوئے ہیں۔ آگ قریب آنے والے کو بھسم کر رکھ دیتی ہے اور اس کا وجود کسی چیز کو خاکستر بنا دیتا ہے۔ اسی طرح جس

دل میں عشق و مستی کی آگ روشن ہو چکی ہو۔ وہ قریب آنے والے کو جلا کر رکھ دے گی اور ایسے دل سے نکلی ہوئی بات کبھی رائیگاں نہیں جاتی۔ مجھے وہ دن اچھی طرح یاد ہے جب ایک لمبی سی کار ہمارے گھر کے سامنے رکی۔ ایک دراز قد کا آدمی باہر نکلا، اور میاں صاحب کے بارے میں پوچھا۔ میاں صاحب جب اس سے ملے اور بتایا کہ وہی غلام حسین ہیں۔ وہ قدرے توقف کے بعد کہنے لگا۔ "میاں صاحب! کوئی خدمت ہو تو بتائیں میں ہر وقت حاضر ہوں" میاں صاحب نے حیرانگی سے فرمایا کہ میں تمہیں پہچان نہیں سکا۔ کچھ لمحوں بعد وہ شخص کہنے لگا۔ "آپ مجھے ہرگز نہ پہچان سکیں گے۔ میں بدمعاش تھا، شرابی اور جواری تھا۔ جھوٹ بولتا تھا۔ غرض دنیا کا ہر عیب مجھ میں موجود تھا۔ گھر والوں اور عزیزوں نے ہر طرح کے علاج کئے تعویز لا کر دیئے، لیکن میری روش نہ بدل سکی۔ ایک روز دفتر میں "خدام الدین" رسالہ ہاتھ لگا آپ کا مضمون "گناہ اور گناہ کی لذت" پڑھا۔ دل پر چوٹ لگی۔ خدا کے فضل سے میری کایا ہی پلٹ گئی۔ میں نے گناہوں سے توبہ کر لی۔ اب میں پانچ وقت کا نمازی ہوں، میں اس ہستی کو دیکھنا چاہتا تھا جس کی تحریر میں خدا نے یہ اثر رکھا ہے۔ خدا جانے وہ خود کتنی بلند ہوگی اور اب میں حاضر ہوں، کوئی خدمت ہو، تو عرض کریں" محترم والد صاحب نے گھر میں اسلامی فضا قائم کر رکھی تھی، ہر وقت دین کی باتیں ہوتی تھیں اور اس گھر کو اس سے بڑھ کر اور کیا فضیلت اور برکت حاصل ہو سکتی ہے۔ کہ یہاں مولانا احمد علیؒ صاحب نے کافی عرصہ تک لوگوں کو قرآن مجید پڑھایا ہے۔ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں دین کی خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

تصور آخرت اور آخری کلمات

میاں صاحب موت اور آخرت کا بیان کثرت سے فرماتے تھے، اور وفات سے کچھ عرصہ قبل زیادہ ہی اس بارے میں فرمانے لگے تھے۔ ایک مرتبہ کسی نے فرمایا میاں صاحب اب ہم حج کرنے جائیں گے۔ آپ فرمانے لگے۔ آپ حج کرنے جائیں، ہم تو اب میاں صاحب حج کریں گے"۔ اکثر اس بات کا ذکر کرتے تھے کہ "خدا تعالیٰ چلتا پھرتا ہی لے چلے اور خدا کرے کہ آخری وقت تک اپنے اور اپنے حبیبؐ کا ذکر کرنے کی توفیق ہو، اور خوش قسمت ہیں وہ لوگ جنہیں روز جمعہ نصیب ہو جاتے" خدا تعالیٰ نے سب دعائیں قبول فرما لیں۔ صرف دو دن بیمار رہے اور آخری دم تک ہوش و حواس قائم رہے اور باتیں کرتے رہے اور خدا کے فضل سے جمعہ بھی نصیب ہو گیا۔ وفات سے پہلی رات ہمارے محسن چچا محمد حسن صاحب ان کے پاس تھے اس پر کافی دیر تک ان سے باتیں کرتے رہے اور چچا صاحب کے جانے سے کچھ دیر قبل فارسی زبان کا یہ شعر پڑھا۔

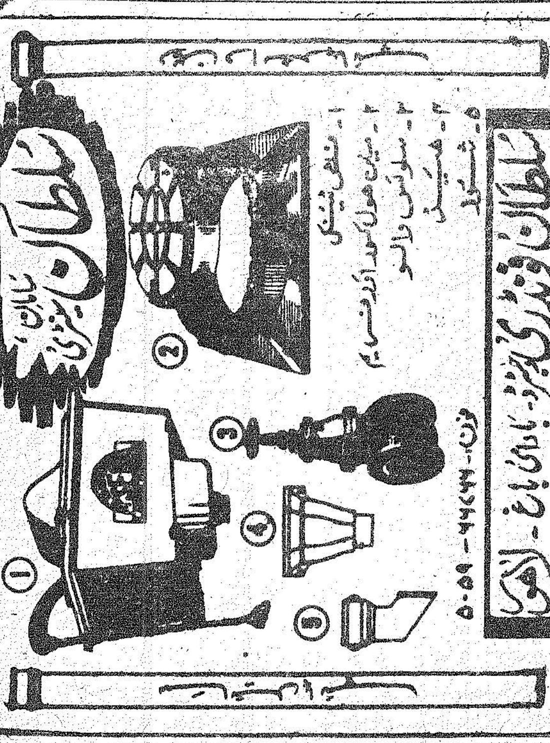
سپردم بتو مایہ خویش را
تو دانی حساب کم و بیش را

اور اگلے روز صبح ہی داعی اجل کو لبیک کہا۔ خدا کے فضل سے جن اصحاب نے وفات کے بعد ان کا نورانی چہرہ دیکھا، ان میں اکثر نے کہا ہم نے بہت لوگوں کے چہرے دیکھے۔ لیکن جو نورانیت میاں صاحب کے چہرے پر تھی۔ وہ بہت ہی کم کہیں نظر آئی ہے خدا کے فضل سے وہ کامیاب و کامران ہو گئے۔

مولانا عبید اللہ صاحب جانشین حضرت مولانا احمد علیؒ صاحب نے نماز جنازہ پڑھائی، نماز جنازہ کے بعد چہرہ مبارک دکھایا گیا تو دیکھنے والوں نے دیکھا۔ خدا کے فضل سے وہ خود بخود کعبہ کی طرف مڑ چکا تھا۔ خود مولانا عبید اللہ صاحب نے چہرے پر نورانیت تعریف کی، اور واقعی ان کا مرنا مرنا تھا۔ خدا کے نیک بندوں کا مرنا ایسا ہی ہوا کرتا ہے۔ خدا تعالیٰ ہمیں بھی ایسی ہی موت عطاء فرمائے۔

حرف آخر

میاں صاحب اس عالم پیری میں بھی تہجد کی نماز باقاعدگی سے پڑھتے تھے، اور تلاوت قرآن پاک بہت کثرت سے کرتے تھے۔ اس عالم پیری میں بھی دو دن میں ایک قرآن پاک ختم کر لیتے تھے۔ اور کہا کرتے تھے۔ کہ جب دنیا کا حساب ختم ہو جاتے۔ تو میرے اعمال نامے میں قرآن ہی قرآن ہو، اور اسی پر اختتام ہو اور اسی لئے انہوں نے فرمایا ہر منٹ کے بعد کسی بھی ملازمت کو قبول نہیں کیا، ہو" خدا تعالیٰ نے ان کی یہ آرزو بھی قبول فرمائی۔ حقیقت یہ ہے کہ میرے پاس وہ الفاظ نہیں۔ کہ آپ کی عظیم شخصیت اور گراں بہا خدمات کو سراہ سکوں کہ احسان مندی کا اعتراف ہو جاتے۔ آج وہ شمع خاموش ہے، اور وہ محفل بھی باقی نہیں رہی۔ لیکن ہمارا تخیل اس مٹی ہوئی تصویر کو ایک بار پھر زندہ کر سکتا ہے آئیے بارگاہ صمدیت میں دعا کریں کہ خدا تعالیٰ ان کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور ابدی سکون عطا فرمائے آمین۔



ایک دلچسپ مکالمہ

نتیجہ خیز، عبرت انگیز

گذرتے ہوئے سیلاب نے کہا؟

سالاری پانی پتی ہیڈ ماسٹر مدنیہ ماڈل سکول چنیوٹ

سیلاب: میں حالیہ سیلاب پرانے سیلاب کی یاد دلانے آیا ہوں۔

انسان: تو کیوں آیا اور تیری ضرورت ہی کیا تھی؟

سیلاب: ضرورت یہ کہ اللہ کی مخلوق جسے انسان کہتے ہیں۔ اللہ کو چھوڑ کر زر، زمین اور زیور میں اُلجھ کر رہ گئی ہے۔ کون گھر ہے جہاں پر یہ بُت پوجے نہیں جاتے الغرض اِس دَور کا انسان بندۂ خدا نہیں رہا۔ بندہ نفس بن چکا ہے۔ اقبالؒ نے سچ کہا ہے ؎

توجھکا جب غیر کے آگے تو تن تیرا نہ من

جب یہ بات ہے تو تن اور من کی خیر سوچنا اور توقع رکھنا عبث نہیں تو اور کیا ہے۔

انسان: ہیں یہ کیا کہا تو نے۔ سُنا تو یہ تھا کہ خدا کے پریمی سمندر میں پریم کی ہی لہریں چلا کرتی ہیں۔ اور قہری لہریں ابھرا نہیں کرتیں۔

سیلاب: مگر جب پانی سر سے گذر جائے، تو قہری لہر آئے یا نہ آئے۔

آج کا انسان خدا کا باغی ہے اور باغی کی سزا......

انسان: اچھا سزا تو موت ہے۔ مگر ایک بات تو سُن۔ مَیں بھی مخلوق اور تو بھی مخلوق۔ آؤ مل بیٹھیں۔ تو مجھ پہ رحم کھا اور واپس چلا جا۔

سیلاب: نہیں نہیں ہرگز نہیں۔ مَیں نافرمان نہیں۔ خدا کا باغی نہیں باغی ہوا تو عذاب میں پھنسا۔ میں باغی ہوں گا تو کب عذاب بچ سکوں گا۔

انسان: اچھا تو بھائی چارہ بھی نہیں رہا۔

سیلاب: ہاں ہاں نہیں رہا۔ اللہ کے باغی سے رشتہ ہی کیا آج تری بستیاں اُجڑ رہی ہیں۔ میری ہر لہر، لہر نہیں، قہر ہے۔ مجھ سے مہر کی اُمید نہ رکھ۔ کیا تجھے فرعون اور حضرت موسیٰ کا قصّہ یاد نہیں۔ تری آنکھیں نہ کھلیں تو مَیں کیا کروں۔ تیری آنکھ نہیں جو قرآن کو دیکھ سکے اور درسِ عبرت لے سکے۔

انسان: روتے اور (سسکیاں لیتے ہوئے) بیوی مری، بچہ گیا، باپ نہ رہا، سامان اور روپیہ سب ہی بہہ گیا۔ ہائے مَیں کہیں کا نہ رہا۔ بتا مجھے بتا کہ عذاب سے چھٹ جاؤں۔

سیلاب: غافل انسان! ہر ہوش مند انسان کے لئے لیل و نہار کے ہر واقعہ ایک درس عبرت ہے اور نادان کے لئے کچھ بھی جا جا اپنے گناہوں پر ندامت کے آنسو گرا۔ گڑ گڑا کر رو۔ تڑپ تڑپ کر دعا مانگ۔ شاید کہ تیری جھکی ہوئی گردن، شرمسار آنکھیں اور دل کی تڑپ اللہ کے رحم کو دعوتِ عفو دے سکے۔

انسان: بھائی سیلاب! شکریہ، مَیں اس کے دربار میں گردن جھکا کر شرمسار آنکھوں اور خشوع و خضوع کے ساتھ عرض کروں گا۔ میں مسلمان ہوا، اور ایسا مسلمان کہ جس کا عقیدہ ہے۔

تیرے سوا معبودِ حقیقی کوئی نہیں ہے کوئی نہیں

تیرے سوا مسجودِ حقیقی کوئی نہیں ہے کوئی نہیں

تیرے سوا مشہودِ حقیقی کوئی نہیں ہے کوئی نہیں

تیرے سوا موجودِ حقیقی کوئی نہیں ہے کوئی نہیں

لا الٰہ الاّ اللہ محمّد رسول اللہ

اے اللہ میں ترا ہوا: اور ترا ہی بن کر رہوں گا۔ تری اطاعت کا جوا میں نے نہیں لیا۔ آج تک:

۱۔ افسر ہونے کی حیثیت سے رشوت لیتا رہا۔ اب کبھی نہ لوں گا۔

۲۔ حرام کمائی حاصل کرنے کے لئے اپنے ماتحتوں پر ظلم و ستم کرتا رہا۔ اب کبھی نہ کروں گا۔

۳۔ باقاعدہ نمازیں پڑھوں گا۔ اور اپنی PENT کی کریز کے بگڑ جانے کی بگڑ جانے طرف نہ دیکھوں گا۔

۴۔ بنکوں سے سود لینا جائز سمجھتا تھا اب وہ بھی چھوڑ دوں گا۔

۵۔ کافروں کی مشابہت نہ اختیار کروں گا۔ بلکہ اسلامی رسم و رواج کو زندگی میں جاری کروں گا۔

۶۔ زنا، شراب سے گریز کروں گا۔ زکوٰۃ دوں گا۔ عہد کروں گا تو اسے پورا کروں گا۔

۷۔ یہود و نصاریٰ کو اپنا دوست نہ بناؤں گا۔ باقی زندگی میں اسلام کو پوری طرح اپناؤں گا۔

اے اللہ! میں تیرا ہو رہا۔ یہ مصیبت کے بادل چھانٹ دے۔ میری کمزور آواز سُن۔ اور یہ سیلاب جو مجھے بھی بہا کر لے جا رہا ہے۔ اس سے بچا۔

سیلاب: جا اور سیلاب زدگان کی مدد کر۔ شاید کہ اللہ کو رحم آجائے۔

انسان: بہت بہت شکریہ! میں جاتا ہوں اور سیلاب زدگان کی تن من دھن سے مدد کروں گا۔

آج سے میں سچا مسلمان ہوں۔ لا الٰہ کا سچا پرستار ہوں۔ اور انشاء اللہ۔ اپنی زندگی میں اسلام لانے کے لئے عہد کرتا ہوں کہ اللہ کی ہر زمین پر اللہ کا قانون نافذ اور لاگو کرنے اور کرانے میں کوئی پہلو تشنہ نہ چھوڑوں گا۔

اے خدا ہم پر رحم فرما۔ ہمیں اپنے ہر عذاب سے بچا۔ آمین۔

(قسط ۲)

جرائم اور ان کے انسداد کا مسئلہ

محترم محمد امین ہیڈ ماسٹر بورسٹل سکول بہاولپور

نظریاتی اور اعتقادی بات کو چھوڑیئے ذرا اس ماحول کا جائزہ چشم تصور کے ذریعے کیجئے جس میں یہ زریں اصول مکمل طور پر جاری وساری تھے اور اپنی مادی بے بضاعتی کے باوجود توڑنے والے کے لئے آہنی شکنجہ ثابت ہوتے۔ قرون اولیٰ میں اصلاح کے بجائے مجرم کی سزا تھی حضرت عمرؓ نے اپنے لخت جگر کو ام الخبائث پینے کے جرم میں بند رکھنے کی بجائے پورا اور اصولی خمیازہ دیا تھا۔ حضرت عثمانؓ نے ان اصولوں کی حدود پوری ہو جانے کے بعد اپنے بھائی اور گورنر بصرہ کو درّے لگوا کر ہمیشہ ہمیشہ اور ابد الاباد تک ان کی برتری پر مہر تصدیق ثبت کر دی۔ خود کائنات کی علت غائی جناب سرور کائناتؐ نے اپنی ساری زندگی ان اصولوں کی ترویج میں بسر کی اور زنا کے بعد تہ دل سے منفعل ہو کر بارگاہ رسالتؐ میں خود سزا کے لئے حاضر ہونے والی عورت پر پوری پوری شرعی حد نافذ فرمائی۔ چنانچہ یہی ماحول تھا۔ جس کی پاکیزگی اور عصمت فرشتوں کے لئے بھی باعث رشک تھی۔ انسان اپنے اصل مرتبے پر فائز نظر آتا تھا۔ چنانچہ اسی ماحول میں ہمیں حضرت فاروقؓ کا وہ مشہور فیصلہ بھی نظر آتا ہے جس میں آپ نے ایک چور کو قطع ید کے بجائے یہ کہہ کر معاف کر دیا تھا۔ کہ جب تک میں تمہارے قیام و طعام کے متعلق بنیادی ضرورتیں پوری نہ کر لوں۔ تمہیں سزا دینے کا اختیار نہیں رکھتا۔

آج کل انسان جلب منفعت اندوہ زر کے سلسلے میں مختبط الحواس ہو چکا ہے۔ تمام اخلاقی قدریں پامال ہو چکی ہیں۔ اور غریب لوگوں کے لئے جینا دوبھر ہو چکا ہے۔ وہ زندگی بنیادی ضرورتوں تک سے محروم ہیں انسان جو پیدائشی طور پر مساوی الحقوق ہے۔ عالم برزخ میں بہت بڑے تفاوت سے دو چار ہے ایک نعمت کے عشرت کدے میں داد عیش دے رہا ہے اور دوسرا غربت کی انتہاء گہرائیوں میں کراہ رہا ہے اقتصادی ناہمواری اور معاشی بد حالی نے "غریب تر" "اور امیر تر" کے دو طبقے پیدا کر دیئے ہیں۔ غریب طبقہ استحصال زر کا شکار اور امیر طبقہ استحصال زر میں محو ہے۔ ہمیں سب سے پہلے اس تفاوت کو کم کرنا چاہیئے۔ معاشی آسائش اور بنیادی ضرورتوں کی بحالی کے بعد ہمیں اسلام کی روشنی میں استیصال جرم کے لئے تہ دل سے کوشش کرنی چاہیئے مجرم کو مجرم خیال کرتے ہوئے اسے جرم کا پورا بدلہ دیا جائے۔ تاکہ دوسرے لوگوں کو عبرت حاصل ہو اور انسان آرام و آسائش کی زندگی بسر کر سکے۔

آج کی تن آسان اور تہذیب کی علمبردار دنیا اس سخت علاج سے گھبراہٹ محسوس کرتی ہے لیکن بخار کا توڑ کونین ہی مہیا کر سکتی ہے۔ اور جرم جیسے مہلک مرض سے نجات کے لئے ہمیں یہ ترش مرکب (سنگین سزا) ضرور پینا پڑے گا۔ اگر ہمیں نفسانی خواہشات کی پیروی میں اس تزیلاف علاج سے کنی کتراتے رہے تو مدت مدید کے بعد بھی اس میدان میں ہماری کوشش صفر ہی ہو گی۔ خدا تعالیٰ توفیق بخشے آمین۔ اور ہمارا آئین اور معاشرت قرآن و حدیث کے مطابق بن جائے آمین۔

بقیہ مفید معلومات

کریں غسل میں میٹھا پانی اگر استعمال کریں تو زیادہ ضائع نہ کریں، اگر جہاز میں کسی کی موت ہو جائے تو اس کی نماز جنازہ پڑھ کر جہاز والے سمندر میں میت کو اپنے انتظام سے اتار دیتے ہیں۔ جو صندوق کے ذریعے پانی میں چلی جاتی ہے اور صندوق واپس آ جاتا ہے۔ جہاز میں اپنا سامان پاس ہی رکھیں۔ اکثر سامان ملتا جلتا ہے اس لئے دوسروں سے اپنے سامان کو الگ کرنے کے لئے صحیح نشانی لگائیں۔ بکس پرانا ساتھ لے جائیں کیونکہ جگہ جگہ گرنے سے خراب ہو گا۔ جہاز چھ روز میں جدہ پہنچتا ہے عدن جا کر جہاز رُکے گا باقی کہیں نہ رُکے گا اوپر آسمان ہو گا نیچے پانی ہی پانی۔ سفینہ حجاج یا سفینہ عرب پر آپ سوار ہوں گے۔ مشرقی پاکستان والوں کا جہاز موخر الذکر ہے اور مغربی پاکستانیوں کا اول الذکر۔ (باقی آئندہ)

انتقال پر ملال

فتح جنگ:- علاقے کے مشہور عالم دین اور بزرگ حضرت مولانا غلام محمد صاحب جھنڈیالی انتقال فرما گئے۔ آپ ایک زبردست عالم متبحر فقیہہ، کامیاب مدرس اور نامور حکیم تھے۔ آپ ۴۲ سال تحصیل فتح جنگ کے میرج انسپکٹر رہے اور تقریباً ۷۰ سال فی سبیل اللہ تدریس کا کام کیا۔ علاقے کی معاشرتی زندگی میں آپ کو بلند مقام حاصل تھا۔ آپ کے تین لڑکے ہیں مولانا محمد عبدالحق مولانا محمد سیف الرحمٰن اور مولانا محمد ظہور الحق تینوں عالم دین ہیں۔ قارئین سے دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔ (محمد اظہار الحق)

دعائے مغفرت

کہ میری اہلیہ (جو مدرسہ تعلیم النساء چشتیاں میں صدر معلمہ تھیں) مورخہ ۱۷ رجمادی الثانی ۱۳۸۶ھ مطابق ۳ اکتوبر ۱۹۶۶ء بروز سوموار بوقت ۸½ بجے شام اس دار فانی سے رحلت کر گئی ہیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ انہیں اگلے روز ملتان ہی میں سپرد خاک کر دیا گیا۔ جنازہ حضرت مولانا خیر محمد جالندھری صاحب مدظلہ نے پڑھایا اور متعدد علماء اور شہریوں نے شرکت فرمائی۔

مرحومہ قریباً ۶ ماہ سے سرطان جگر میں مبتلا تھیں۔ ہر ممکن علاج معالجہ کرایا گیا لیکن مرض میں کمی کی بجائے شدت ہوتی گئی۔ بالآخر جس طرح رب العالمین جل شانہ کو منظور تھا۔ وہ اپنے خالق حقیقی سے جا ملیں۔ ان کی عمر ۵۰ سال تھی قارئین سے دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔

معراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم

مرتبہ: شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ

خلاصۂ عقائد اسلامی

برادرانِ اسلام! ہم خدائے قدوس وحدہٗ لاشریک لہٗ کے بندے ہیں۔ اور سید المرسلین خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اُمت ہیں مذہب ہمارا اسلام ہے جس کا مجموعۂ احکام قرآن ہے۔ اس کی شرح حدیثِ خیرالانام۔

فرقۂ ناجیہ کی راہ عمل

سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔ کہ آپؐ کی اُمت میں تہتر فرقے ہوں گے۔ بہتّر دوزخ میں جائیں گے۔ اور ایک بہشت میں جائے گا۔ نجات پانے والے فرقے کی راہِ عمل وہی ہوگی۔ جس کا ذکر خلاصۂ عقائد اسلامی کے عنوان میں آچکا ہے۔ وہ اس دائرے سے کبھی باہر نہیں جاتے۔ قرآن وحدیث کے اجمال کی تفصیل یا اُن کے کسی اشارے "دلالت" یا عبارت کا حل واضح تو کر دیتے ہیں لیکن اپنی طرف سے کوئی ایسی ایجاد نہیں کرتے۔ جس سے مقصدِ اسلامی فوت ہو خصوصیات اسلامی فنا ہوں۔ حلقہ بگوشانِ اسلام میں افلاس آئے۔ اور تفریق ہو جائے افلاس و ذلت کا شکار ہوں۔

اہل السنۃ والجماعۃ

اہل السنۃ والجماعۃ حقیقت میں مسلمانوں کے اسی مقدّس گروہ کا نام ہے جس کے اندر اسلام حقیقی (جس کا ذکر فرقۂ ناجیہ کی راہِ عمل میں ہو چکا ہے) کی جھلک ہو۔ اور مذکورۃ الصدر ایجادات سے پاک ہو۔

ہندوستان کا وہابی

ہندوستان میں وہابی کا لفظ استعمال کے لحاظ سے ایک جنس قرار پا گیا ہے۔ جس کے ماتحت دو نوع ہیں۔ ایک وہ وہابی جو محمد بن عبدالوہاب نجدی کے ہم خیال و ہم مشرب وہم مذہب ہوں۔ دوسرے وہ لوگ جو ائمۂ اربعہ خادمانِ اسلام میں سے کسی کے فروعات میں متبع بھی ہوں۔ لیکن اسلام محمدی (علیٰ صاحبہ الصلوٰۃ والسلام) کے روشن و منوّر چہرے سے بدعات کا سیاہ نقاب چاک کر کے دکھانا چاہیں۔ تو یہ بھی علماء سوء کے ہاں وہابی ہی کہلاتے ہیں۔ مقلدین آئمہ اربعہ ہزار دفعہ پکاریں کہ ہم کتاب وسُنّت کے بعد بقیّہ خیالات فروعات مسائل میں محمد بن عبدالوہاب کے متبع نہیں ہیں۔ بلکہ آئمۂ اربعہ میں سے فلاں امام کے متبع ہیں۔ لیکن بدعت پسند علماء ایک نہیں سنتے۔

لاپرواہی کا باعث

بدعت پسند علماء کی لاپرواہی کا باعث اصلی یہ ہے کہ جہّال کو فرقہ وہابیہ کے متعلق صحیح و غلط الزامات سُنا سُنا کر اس قدر متنفر کیا ہُوا ہے۔ کہ اس فرقے سے بدتر دنیا میں کوئی چیز ہی نہیں اس لئے اب بدعت پسند علماء جس وقت کسی شخص پر وہابی کا لقب لگا دیتے ہیں۔ تو جاہل اس شخص سے اس قدر متنفر ہو جاتے ہیں کہ شاید خنزیر اور پاخانے سے بھی اتنے متنفر نہ ہوتے ہوں۔ ایسے شخص کی ہر بات کو گمراہی سمجھا جاتا ہے خواہ وہ کتاب و سنت ہی سے کہے۔ اور اس تنفر کے باعث علماء سوء (بُرے عالم) کی خوب شکم پروری جہّال کے دروازوں سے ہوتی رہتی ہے۔ اَللّٰھُمَّ

اھدِ قومی فانھم لا یعلمون۔

معراج مبارک

گذشتہ تمہید کے بعد اب معراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق چند عنوان قائم کر کے ان پر ترتیب وار بحث کی جائے گی۔

عنوانات

(۱) معراج جسمانی ہُوا یا روحانی۔
(۲) معراج کا عقلی ثبوت۔
(۳) روایات معراج میں سالوں کا اختلاف۔
(۴) روایات معراج میں مہینوں کا اختلاف۔
(۵) نتیجۂ اختلاف۔
(۶) معراج کے متعلق بعض خلاف شرع رسوم۔
(۷) حدیث المعراج۔
(۸) تحفۂ معراج۔
(۹) وعید تارک تحفۂ معراج۔

معراج جسمانی ہُوا یا روحانی، خلاصہ عبارات تفاسیر

خازن: والحقّ الذی علیہ اکثر الناس ومعظم السلف وعامۃ الخلف من المتاخرین من الفقھاء والمحدّثین والمتکلّمین انّہ اُسری بروحہ وجسدہ صلّی اللہ علیہ وسلم ویدلّ علیہ قولہ سبحانہ وتعالیٰ سُبحٰن الذی اسریٰ بعبدہ لیلاً و لفظ العبد عبارۃٌ عن مجموع الرّوح والجسد والاحادیث الصحیحۃ التی تقدمت (قبل ھذا الفصل) تدلّ علیٰ صحّۃ ھذا القول لمن طالعھا و بحث عنھا والصحیح ما علیہ جمھور العلماء من السلف۔
(خازن جلد ثالث)

معالم التنزیل: رُوی عن عائشۃؓ انّھا کانت تقول ما فقد جسد النبیّ صلّی اللہ علیہ وسلّم ولکنّ اللہ اسریٰ بروحہ۔
والاکثرون علیٰ انّہ اُسری بجسدہ فی الیقظۃ وتواترت الاخبار الصحیحۃ علیٰ ذٰلک۔ (معالم التنزیل)

بیضاوی: واختلف فی انّہ کان فی المنام او فی الیقظۃ بروحہ او بجسدہ والاکثر علیٰ انّہ اُسری بجسدہ الی بیت المقدس

ثُمَّ عُرِجَ بِهٖ اِلَى السَّمٰوٰتِ حَتّٰى اَنْتَهٰى اِلٰى سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى وَلِذٰلِكَ تَعَجَّبَ قُرَيْشٌ وَاسْتَحَالُوْهُ ۔

(بیضاوی شریف جلد ۱)

الحاصل

عبارات مفسرینؒ کا حاصل یہ ہے، کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روح اور جسم مبارک دونوں کو مکہ معظمہ سے بیت المقدس اور وہاں سے آسمانوں کے اوپر حضور الٰہی جل شانہٗ و عزّ برہانہٗ میں پہنچایا گیا۔ اور یہی مذہب صحیح ہے۔ انتہی اس مذہب کے مخالفین کی تعداد بمشکل ایک فیصدی ہوگی۔ اور اس مذہب کا منشاء بعض صحابہ کرامؓ (مثلاً حضرت عائشہؓ) کا قول ہے، اس کا جواب محدثین یہ دیتے ہیں کہ اِسْرَاء یعنی رات کو بیت المقدس کی سیر دو دفعہ آپؐ کو کرائی گئی ہے۔ ایک دفعہ خواب میں جس کا ذکر حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں اور دوسری دفعہ واقعہ معراج میں اور یہ سیر جو واقعہ معراج میں ہوئی ہے۔ یہ بیداری کی حالت میں ہوئی ہے۔ اسی لئے تو کفار مکہ نے انکار کیا تھا۔ اگر وہ لوگ بیداری کا واقعہ خیال نہ کرتے تو کبھی اس واقعے کو بعید از عقل نہ سمجھتے۔ اور حضور سراپا نور صلی اللہ علیہ وسلم سے بیت المقدس کی عمارت کے متعلق امتحانی سوالات نہ کرتے۔

معراج جسمانی کا عقلی ثبوت

انسان کے دو جزو ہیں۔ ایک جسم جس کی ترکیب عناصر کے اجزاء لطیفہ سے ہے۔ اس حصہ کے نشو ونما کے لئے انہی اشیاء کی ضرورت پڑتی ہے جن کی ساخت عناصر سے ہو۔ اور دوسرا جزء انسان کی روح ہے۔ روح کے متعلق ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ چار ماہ کے بعد جب ساخت عضاء ماں کے رحم میں مکمل ہو جاتی ہے۔ تب خدا تعالےٰ کی طرف سے ایک برقی طاقت اس جسم بے جان کے اندر آ گھستی ہے اور وہ فوراً متحرک ہو جاتا ہے۔ اور زندہ کہلاتا ہے۔ گویا کہ زندگی اس روح کے اثر کا نام ہے بدن کے ڈھانچے میں روح ہے تو انسان زندہ ہے۔ ورنہ مردہ۔ بلکہ تمام اقوال و افعال انسانی کا منبع فقط یہ روح ہے۔ جب یہ روح بدن انسانی سے خارج ہو جاتی ہے تو انسان مردہ بیکار اور سپرد زمین کرنے کے قابل سمجھا جاتا ہے۔ تحریر سابق سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ انسان دراصل اس روح کا نام ہے۔ اور جسم عنصری اس کا آلۂ کار ہے۔ ان دونوں کی نسبت انجن اور سٹیم کی سی ہے۔ نقل و حرکت تو انجن کے پُرزے ہی کرتے ہیں۔ لیکن اگر سٹیم نہ ہو تو انجن ایک اینچ حرکت نہیں کر سکتا۔ سٹیم ہی کی بدولت ہزاروں کام انجن سے لئے جاتے ہیں یہی سٹیم جب زیادہ طاقتور ہو جائے تو سالم انجن لکڑی کا کافی بوجھ اور کئی انسانوں کو اُٹھا کر ہوا پر اُڑنے لگ جاتا ہے۔

بعینہٖ اسی طرح جب انسانی روحانیت کا سٹیم زیادہ تیز اور طاقتور ہو جاتا ہے تو انسان کو اٹھا کر آسمان پر لے اُڑتا ہے۔ جس چیز کو انسان اپنی ناقص عقل اور محدود فہم سے ایک محدود حد تک پہنچا سکتا ہے۔ اللہ تعالےٰ اسی کام کو اپنے کلمۂ کن سے بے انتہا درجے تک لے جا سکتا ہے لہٰذا بالفرض انسان اگر لوہے، لکڑی اور آدمی کو دو میل کی بلندی تک آسمان پہ اُڑا سکتا ہے۔ تو خدا تعالےٰ کی قدرت میں انہی اشیاء کو دو کروڑ یا دو سنکھ میل بلکہ اس سے زاید مسافت پر پہنچانا کوئی بعید نہیں ہے۔ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ ۔

اختلاف روایات

معراج شریف کس سال ہوا۔

سال	حوالہ کتاب
١- ہجرت سے پہلے چھ ماہ ہوا۔	فتح الباری شرح بخاری باب المعراج
٢- ہجرت سے پہلے آٹھ ماہ ہوا۔	فتح الباری شرح بخاری باب المعراج۔
٣- ہجرت سے پہلے گیارہ ماہ ہوا۔	فتح الباری شرح بخاری باب المعراج۔
٤- ہجرت سے پہلے ایک سال ہوا۔	فتح الباری وعینی، شرح بخاری
٥- ہجرت سے پہلے چودہ ماہ ہوا۔	فتح الباری
٦- ہجرت سے پہلے پندرہ ماہ ہوا۔	فتح الباری و عینی شرح بخاری۔
٧- ہجرت سے پہلے سترہ ماہ ہوا۔	فتح الباری و عینی شرح بخاری۔
٨- ہجرت سے پہلے اٹھارہ ماہ ہوا۔	فتح الباری و عینی شرح بخاری۔
٩- ہجرت سے پہلے تین سال ہوا۔	عینی شرح بخاری۔
١٠- ہجرت سے پہلے آٹھ سال ہوا۔	عینی شرح بخاری۔

معراج شریف کس مہینہ میں ہوا؟

نام ماہ	حوالہ کتاب
١- شوال	فتح الباری و عینی شرح بخاری۔
٢- ذی الحجہ	فتح الباری و عینی شرح بخاری۔
٣- ربیع الاوّل	فتح الباری و عینی شرح بخاری۔
٤- ربیع الآخر	فتح الباری
٥- رجب	فتح الباری و عینی شرح بخاری۔
٦- رمضان	فتح الباری۔

نتیجۂ اختلاف جو رسم و رواج حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو عمل میں لائے گئے یا جن عبادات کو عملی جامہ پہنایا گیا۔ آپؐ سے صحابہ کرامؓ نے سیکھے اور صحابۂ کرامؓ سے ان کے شاگردوں نے سیکھے علیٰ ہٰذا القیاس ایسی چیزوں میں کبھی اختلاف نہیں ہو سکتا۔ مثلاً فرضی روزے ہر ایک مسلمان ابتدائے اسلام سے لے کر آج تک یہی دیکھتا اور کرتا آیا ہے۔ کہ رمضان مبارک ہی میں رکھے گئے۔ لہٰذا کوئی شخص اس مسئلہ میں اختلاف نہیں کر سکتا۔ کہ روزے بجائے رمضان شریف کے ربیع الاول یا شعبان میں رکھے جائیں۔ لہٰذا برسوں اور مہینوں کے اختلاف مذکور سے یہ پتہ چلتا ہے کہ سید المرسلین خاتم النبیین

علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مبارک زمانہ یا صحابہؓ کرام یا تابعین کے زمانے میں معراج شریف کے نام سے کسی تقریب کے منانے کا کوئی اہتمام نہیں کیا گیا جس میں خورد و نوش یا لباس و پوشاک یا کوئی عبادت کسی خاص دن یا رات میں ادا کی جاتی ہو۔ اگر کوئی خاص اہتمام ہوتا تو ناممکن تھا کہ اس قدر اختلاف باقی رہتا۔ کوئی مسلمان ایسا نہیں ہو سکتا جسے حضور سرورِ کائنات فداہ ابی و امی کی اس عزت افزائی سے فرحت و سرور نہ ہو جو آپؐ کو معراج شریف کی رات دربارِ الٰہی میں نصیب ہوئی ہے۔ لیکن اس خوشی کے اظہار کا وہ طریقہ بھی پسندیدہ بلکہ جائز نہیں ہے جو پنجاب میں اختیار کیا جاتا ہے۔ اس خوشی کے اظہار کا صحیح طریقہ آئندہ "تحفہ معراج" کے عنوان میں آئے گا۔ وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغ۔

خلاف شرع رسوم پنجاب میں شبِ معراج شریف ستائیسویں رجب کو منائی جاتی ہے۔ دن کو حلوا لچی پکایا جاتا ہے۔ رنگین کاغذوں کی جھنڈیاں لگائی جاتی ہیں۔ رات کو آتشبازی چلائی جاتی ہے۔ اور مٹی کی چھوٹی چھوٹی رکابیوں پر رنگین کاغذ منڈھے جاتے ہیں۔ جن میں چراغ رکھ کر رات کو در و دیوار پر چراغاں کیا جاتا ہے۔ پنجابی میں اس رسم کو "کول" جلانا کہتے ہیں جو شخص ان رسموں کی مخالفت کرے اُسے وہابی کا لقب دیا جاتا ہے یہی وجہ ہے عموماً آئمہ مساجد جاہلوں کی اس گالی سے ڈر کر ان کی مخالفت کرتے۔ حالانکہ پہلی رسم کو عبادت سمجھنا بالکل فضول ہے۔ دوسری تیسری اور چوتھی میں تبذیر اور اسراف پایا جاتا ہے۔ جو شرعاً حرام ہے۔

اَللّٰھُمَّ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ۃ

حدیث المعراج مالک بن صعصعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں معراج کا واقعہ سنایا۔ فرمایا کہ میں حطیم اور بعض اوقات فرمایا کہ میں حجر میں لیٹا ہوا تھا۔ ناگہاں ایک شخص میرے پاس آیا اُس نے میرے سینے کو ناف تک چیرا میرا دل نکالا۔ پھر میرے پاس ایک سونے کی طشتری ایمان سے بھری ہوئی لائی گئی۔ میرا دل دھو کر اس میں ایمان بھر کر اپنی جگہ پہ رکھ دیا گیا ایک روایت میں آیا ہے۔ کہ زم زم کے پانی سے پیٹ دھو کر ایمان اور حکمت سے بھر دیا گیا۔ پھر میرے پاس ایک سفید رنگ کی سواری لائی گئی۔ جو خچر سے چھوٹی اور گدھے سے بڑی تھی۔ جس کا نام براق تھا۔ اس کا ایک قدم اپنی آنکھ کی نگاہ کی دُوری پر پڑتا تھا مجھے اس پر سوار کیا گیا۔ اور جبرئیل (علیہ السلام) مجھے ساتھ لے گئے۔ یہاں تک کہ آسمانِ دنیا پر جا پہنچے۔ دروازہ کھولنے کی درخواست کی۔ پوچھا گیا۔ کون ہے۔ فرمایا جبرئیل۔ پوچھا گیا۔ اور آپ کے ساتھ کون ہے۔ فرمایا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سوال کیا گیا کیا آپ کو بلایا گیا ہے۔ فرمایا ہاں کہا گیا مرحبا اچھے تشریف لائے۔ جب میں وہاں پہنچا۔ وہاں میں نے آدم (علیہ السلام کو پایا۔ جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا۔ یہ آپؐ کے والد آدم (علیہ السلام) ہیں۔ ان کو سلام فرمائیے میں نے ان پر سلام کہا۔ آپ نے سلام کا جواب دیکر فرمایا بیٹے صالح اور نبی صالح کو مرحبا ہو۔ پھر جبرئیلؑ مجھے اوپر لے چڑھے۔ یہاں تک کہ دوسرے آسمان پر پہنچے اور دروازہ کھولنے کی درخواست کی۔ پوچھا گیا کون ہے۔ فرمایا جبرئیلؑ۔ پوچھا اور آپؐ کے ساتھ کون ہے۔ فرمایا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سوال کیا گیا۔ کیا آپ کو بلایا گیا ہے۔ فرمایا ہاں۔ کہا گیا۔ مرحبا۔ اچھے تشریف لائے۔ پھر دروازہ کھولا گیا۔ جب میں وہاں پہنچا۔ وہاں یحییٰ اور عیسیٰ (علیہما السلام) موجود تھے۔ اور وہ دونوں خالہ زاد (بھائی) ہیں۔ جبرئیل نے فرمایا۔ یہ یحییٰ اور عیسیٰ (علیہما السلام) ہیں۔ ان دونوں کو سلام فرمائیے۔ میں نے سلام کہا۔ دونوں نے جواب دیا۔ پھر فرمایا۔ بھائی صالح اور نبی صالح کو مرحبا ہو۔ پھر جبرئیلؑ مجھے تیسرے آسمان پر لے چڑھے دروازہ کھولنے کی درخواست کی۔ پوچھا گیا۔ کون ہے۔ فرمایا۔ جبرئیلؑ۔ پوچھا گیا۔ آپ کے ساتھ کون ہے۔ فرمایا۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پوچھا گیا۔ کیا آپ کو بلایا گیا ہے۔ فرمایا۔ ہاں۔ کہا گیا۔ مرحبا اچھے تشریف لائے۔ پھر دروازہ کھولا گیا جب میں وہاں پہنچا۔ یوسف (علیہ السلام) کو پایا جبرئیلؑ نے فرمایا یہ یوسف (علیہ السلام) ہیں۔ ان کو سلام فرمائیے۔ میں نے ان کو سلام کہا۔ انہوں نے جواب دیا۔ پھر فرمایا۔ بھائی اور نبی صالح کو مرحبا ہو۔ پھر جبرئیلؑ اوپر لے چڑھے۔ یہاں تک کہ چوتھے آسمان تک پہنچے۔ دروازہ کھولنے کی درخواست کی۔ کہا گیا کون ہے۔ فرمایا جبرئیلؑ پوچھا گیا آپ کے ساتھ کون۔ فرمایا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پوچھا گیا کیا آپ کو بلایا گیا ہے فرمایا۔ ہاں۔ کہا گیا۔ مرحبا اچھے تشریف لائے۔ پھر دروازہ کھولا گیا۔ جب میں وہاں پہنچا۔ ادریس (علیہ السلام) کو وہاں پایا۔ جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا۔ یہ ادریس علیہ السلام ہیں۔ ان کو سلام فرمائیے۔ میں نے ان کو سلام کہا۔ انہوں نے سلام کا جواب دیا۔ پھر فرمایا۔ بھائی صالح اور نبی صالح کو مرحبا ہو۔ پھر جبرئیلؑ مجھے اوپر لے چڑھے یہاں تک کہ پانچویں آسمان تک جا پہنچے۔ دروازہ کھولنے کی درخوست کی پوچھا گیا۔ کون ہے۔ فرمایا جبرائیلؑ کہا گیا۔ اور آپ کے ساتھ کون ہے فرمایا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پوچھا گیا۔ کیا آپ کو بلایا گیا ہے۔ فرمایا ہاں۔ کہا گیا۔ مرحبا اچھے تشریف لائے۔ پھر دروازہ کھولا گیا۔ جب میں وہاں پہنچا۔ ہارون (علیہ السلام) کو وہاں پایا۔ جبرئیلؑ نے فرمایا یہ ہارون (علیہ السلام) ہیں ان کو سلام فرمائیے۔ میں نے ان کو سلام کہا۔ انہوں نے جواب دیا۔ پھر فرمایا۔ بھائی صالح اور نبی صالح کو مرحبا ہو۔ پھر جبرئیلؑ مجھے لے چڑھے۔ یہاں تک کہ چھٹے آسمان تک پہنچے دروازہ کھولنے کی درخواست کی۔ کہا گیا۔ کون ہے۔ فرمایا۔ جبرئیل پوچھا گیا۔ اور آپ کے ساتھ کون ہے۔ فرمایا۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کہا گیا کیا آپ کو بلایا گیا ہے۔ فرمایا۔ ہاں۔ کہا گیا۔ مرحبا اچھے تشریف لائے۔ پھر دروازہ کھولا گیا۔ جب وہاں پہنچا۔ تو موسیٰ (علیہ السلام) کو وہاں پایا۔ جبرئیلؑ نے فرمایا۔ یہ موسیٰ (علیہ السلام ہیں۔ ان کو سلام فرمائیے۔ میں نے انکو سلام کہا۔ انہوں نے جواب دیا۔ پھر فرمایا۔ بھائی صالح اور نبی صالح کو مرحبا ہو۔ جب میں ان کے پاس سے گذرا تو رو پڑے۔ ان سے کہا گیا۔ آپ کو کس چیز نے رلایا فرمانے لگے۔ اسلئے رویا کہ ایک نوجوان (یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم) میرے بعد بھیجا گیا۔ اسکی امت سے زیادہ بہشت میں جائیگی۔ پھر جبرئیلؑ مجھے ساتویں آسمان پر لے چڑھے۔ دروازہ کھولنے کی درخواست کی۔ پوچھا گیا۔ کون ہے فرمایا جبرئیلؑ کہا گیا۔ اور آپ کے ساتھ کون ہے۔ فرمایا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کہا گیا۔ اور آپ کو بلایا گیا ہے۔ فرمایا۔ ہاں۔ کہا گیا مرحبا اچھے تشریف لائے۔ جب میں وہاں پہنچا۔ ابراہیم (علیہ السلام) کو وہاں پایا۔ جبرئیل نے فرمایا۔ یہ آپ کے باپ ابراہیم (علیہ السلام) ہیں۔ انکو سلام فرمائیے میں نے انکو سلام کہا۔ انہوں نے سلام کا جواب فرمایا۔ پھر کہا بیٹے صالح اور نبی صالح کو مرحبا ہو پھر میں سدرۃ المنتہیٰ تک اٹھایا گیا۔ اس کا پھل ہجر کے مٹکوں جتنا بڑا تھا۔ اور اسکے پتے ہاتھی کے کانوں کی طرح تھے۔ جبرئیلؑ نے فرمایا۔ یہ سدرۃ المنتہیٰ ہے۔ وہاں میں نے چار دریا دیکھے۔ دو دریا ظاہر۔ دو دریا باطن۔ میں نے کہا اے جبرئیلؑ یہ کیا ہے۔ فرمایا۔ دو باطن والے جنت کے ہیں۔ اور دو ظاہر والے نیل اور فرات ہیں۔ پھر مجھے بیت المعمور کی

طرف اٹھایا گیا۔ اور میرے پاس ایک برتن شراب کا اور ایک برتن دودھ کا اور ایک برتن شہد کا لایا گیا میں نے دودھ والے برتن کو لے لیا۔ جبرائیلؑ نے فرمایا۔ یہی فطرت ہے۔ جس پر تو اور تیری امت ہے۔ پھر مجھ پر روزانہ پچاس نمازیں فرض کی گئیں۔ میں (دربارِ الٰہی سے) لوٹ آیا۔ موسیٰ علیہ السلام پہ گذرا۔ انہوں نے پوچھا۔ آپ کو کیا حکم دیا گیا ہے۔ میں نے کہا روزانہ پچاس نمازوں کا حکم دیا گیا ہے۔ فرمایا تیری امت روزانہ پچاس نمازیں نہیں پڑھ سکے گی۔ خدا (تعالیٰ) کی قسم ہے۔ میں نے آپ سے پہلے لوگوں کا تجربہ کر کے دیکھا ہے۔ میں نے بنی اسرائیل کو بہت زیادہ آزمایا ہے۔ اپنے رب کے ہاں لوٹ کر جائیے۔ اور اپنی امت کیلئے تخفیف کی درخواست کیجئے پھر میں لوٹ کر گیا تو اللہ تعالیٰ نے دس نمازیں معاف فرمادیں۔ پھر موسیٰ (علیہ السلام) کے ہاں لوٹ کر آیا۔ پھر ویسا ہی کہا۔ پھر میں لوٹ کر گیا۔ تب اللہ تعالیٰ نے دس اور معاف فرمادیں۔ پھر میں لوٹ کر موسیٰ (علیہ السلام) کے ہاں آیا۔ پھر ویسا ہی کہا۔ پھر میں لوٹ کر گیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے دس اور معاف فرمادیں۔ پھر میں موسیٰ (علیہ السلام) کے ہاں لوٹ آیا۔ پھر ایسا ہی فرمایا۔ پھر میں لوٹ کر گیا۔ پھر اللہ (تعالیٰ) نے دس اور معاف فرمادیں۔ پھر مجھے روزانہ دس نمازوں کا حکم دیا گیا۔ پھر لوٹ کر موسیٰ (علیہ السلام) کے ہاں آیا۔ پھر ویسا ہی فرمایا۔ پھر مجھے روزانہ پانچ نمازوں کا حکم دیا گیا۔ پھر میں لوٹ کر موسیٰ (علیہ السلام) کے ہاں آیا۔ پوچھا آپکو کس چیز کا حکم دیا گیا ہے۔ میں نے کہا۔ روزانہ پانچ نمازوں کا حکم دیا گیا ہے۔ فرمایا۔ تیری امت روزانہ پانچ نمازیں بھی نہیں پڑھ سکے گی۔ میں نے آپ سے پہلے لوگوں کا تجربہ کیا ہے۔ اور بنی اسرائیل کو میں نے سخت آزمایا ہے۔ اپنے رب کے ہاں جائیے۔ اور اپنی امت کے لئے تخفیف کی درخواست کیجئے۔ آپ نے فرمایا۔ میں نے اپنے رب سے بہت سوال کئے۔ اب شرم آتی ہے۔ اب میں راضی ہو جاتا ہوں۔ اور اپنا اور ان کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا۔ جب میں آگے گذرا۔ ایک منادی نے آواز دی۔ میں نے اپنے مقرر کئے ہوئے حکم کو پورا کر لیا اور اپنے بندوں سے تخفیف بھی کر دی۔ (بخاری شریف و مسلم شریف)

تحفہ معراج

برادرانِ اسلام معراج مبارک کی حدیث کو غور سے پڑھ کر دیکھئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امتِ مرحومہ کیلئے کیا تحفہ لائے ہیں۔ روزِ روشن کیطرح واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ رسول خدا علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی امت مرحومہ کے لئے بارگاہ باری جلّ مجدہٗ وعزّ اسمہٗ سے پانچ وقت کی نمازوں کا تحفہ لائے ہیں۔ لہٰذا ہر مسلمان کا فرض ہے کہ معراج شریف کو سچا جانے اور معراج شریف کی خوشی میں وہ تحفہ اور تبرک جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لائے ہیں۔ اس کو قبول کرے اور اس تحفہ معراجیہ کو تادم لحد ہاتھ سے جانے نہ دے۔ جو شخص اس تحفہ کو قبول نہیں کرتا۔ وہ گویا کہ معراج شریف کی برکت آسمانی سے محروم رہنا چاہتا ہے۔ اور سید المرسلین خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وہ ہاتھ مبارک جو اپنی امت کیلئے کلمہ گو کو تحفہ معراجیہ دینے کیلئے بڑھا ہوا ہے۔ اس سے تحفہ لینے کا انکار کر رہا ہے۔

وعید تارک تحفۂ معراج شریف

حضرت جابرؓ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بندے اور کفر کو ملادینے والی چیز نماز کا ترک کرنا ہے (مسلم) یعنی جو شخص نماز ترک کرتا ہے اس میں کفر کی بُو آجاتی ہے۔ ایک دوسری حدیث شریف کا یہ مضمون ہے۔ کہ جو لوگ نماز میں شریک نہیں ہوتے جی چاہتا ہے کہ اُن کے گھروں کو آگ لگا کر جلا دیا جائے۔

برادرانِ اسلام۔ اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اور مجھے تحفۂ معراج کو عملی جامہ پہنانے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

اُلٹی کھوپری

موجودہ زمانے کے جاہل عجیب اُلٹی کھوپری کے واقع ہوئے ہیں حکم خدا تعالیٰ اور اتباع سید المرسلین خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تو پرواہ نہیں کرتے اور اپنی خود ساختہ بدعات وایجادات خوب زور دے کر کرتے ہیں جو روکے اس پر جھٹ وہابی کا فتویٰ جڑ دیتے ہیں اور بعض کمزور ایمان والے یا جاہل مُلّا جو شکم پروری کے لئے ان جاہلوں کے امام بنے ہوئے ہیں وہ بھی ان کی ہاں میں ہاں ملا دیتے ہیں جس سے ان جُہّال کو سند مل جاتی ہے۔

نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ
سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ
لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ ۔ اَللّٰھُمَّ
اھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ وَوَفِّقْنَا لِاِتِّبَاعِ
نَبِیِّكَ الْكَرِیْمِ ۔ اٰمِیْن یَا رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ۔

دو نایاب رسائل

جزء حیات الانبیاء اور انباہ الاذکیا فی حیات الانبیاء دونوں یکجا اصل عربی زبان میں۔

طباعت۔ عربی ٹائپ۔ کاغذ سفید کرنافلی۔ ٹائیٹل بہترین قیمت دو روپے پچاس پیسے علاوہ محصولڈاک۔

ملنے کا پتہ

ادارۂ معارف اسلامیہ۔ مبارک پورہ، سیالکوٹ

بقیہ۔ مجلس ذکر

اور ذکر کرنا بظاہر بے چینی ہے لیکن اس کا نتیجہ راحت ہے۔ وہ تکلیف ذاکر کے لئے تکلیف نہیں۔ بلکہ عینی راحت ہے۔ دنیا میں بھی راحت اور آخرت میں بھی راحت۔ لیکن دنیادار دنیا میں بے چین رہتا ہے اور آخرت میں بھی دکھ پائے گا۔

آپ باقی دنوں میں بھی ذکر کرتے رہا کریں۔ چلتے پھرتے دفتر جاتے آتے ذکر کیا کریں۔ یہ نہیں کہ جمعرات کو آکر ذکر کریں۔ اور پھر غافل ہو گئے۔

دار العلوم عیدگاہ کبیر والا کا

سالانہ تبلیغی جلسہ

مغربی پاکستان کی مشہور دینی درس گاہ دار العلوم عیدگاہ کبیر والا ضلع ملتان کا سالانہ تبلیغی جلسہ مورخہ ۹، ۱۰، ۱۱ شعبان ۱۳۸۶ھ مطابق ۲۳، ۲۴، ۲۵ نومبر ۱۹۶۶ء بروز بدھ و جمعرات و جمعہ منعقد ہو رہا ہے حسب سابق مغربی پاکستان کے جید علماء کرام ومشائخ عظام واکابرین ملت تشریف لاکر اپنے مواعظ حسنہ سے مستفید فرمائیں گے۔ سال ۸۳ھ ۸۴ھ کے فارغ التحصیل علماء کرام کی دستار بندی بھی ہوگی احباب تاریخیں نوٹ فرمالیویں۔

(محمد منظور الحق عفی عنہ نائب مہتمم دار العلوم عیدگاہ کبیر والا)

جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہ کا

تبلیغی پروگرام

۴ نومبر بروز جمعہ بعد از نماز جمعہ روانگی بذریعہ بس گکھیانہ رات کو قیام محلہ بڈھا نوالہ میں ہوگا۔ ۵ نومبر صبح درس قرآن مسجد محلہ بڈھا نوالہ بعد نماز ظہر درس قرآن آدھی وال بعد نماز مغرب مجلس ذکر جھنگ ۶ نومبر روانگی مدرسہ عربیہ تعلیم القرآن حکویا چک ۲۷۹ ج ب تشریف لے جائیںگے۔ ۷ نومبر چک ۲۱۳ نزد سمندری دوپہر کو قیام ہوگا رات کو کسی وقت واپس تشریف لائیںگے۔ انشاء اللہ

(حاجی بشیر احمد)

اطلاع

بعض حضرات کی خدمت میں خریداری نمبر کی غلطی کی وجہ سے دو پرچے پہنچ جاتے ہیں۔ ان حضرات سے گذارش ہے کہ دونوں پرچوں کے خریداری نمبر سے ہمیں مطلع فرمادیں اور زائد پرچہ واپس کر دیں غلطی فوراً درست کر لی جائے گی۔

(مینیجر)

بچوں کا صفحہ

ترغیبِ جہاد

غلام فرید ادیب کلاس بورسٹل سکول بہاولپور

اے مسلمانو! تم ان کافروں سے مقابلہ کے لئے تیار ہو جاؤ اور تم جس قدر بھی قوت جمع کر سکو کر لو اور گھوڑے بندوق وغیرہ تیار رکھو۔ تاکہ دشمن پر ہیبت طاری ہو۔ (قرآن)

اے ایمان لانے والو! دشمن کے مقابلہ کے لئے ہر وقت تیار رہو اور جب بھی موقعہ ہو الگ الگ دستوں کی شکل میں نکلو یا اکٹھے ہو کر نکلو۔

مسلمانو تم سب مل کر اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑ لو اور تفرقے میں نہ پڑو۔ اور اللہ کے اس احسان کو یاد رکھو جو اس نے تم پر کیا ہے تم ایک دوسرے کو دشمن سمجھتے تھے اس نے تمہارے دل جوڑ دئے اور اس کے فضل و کرم سے تم بھائی بھائی بن گئے۔ (قرآن)

حضرت سلمانؓ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ سرحد پر فی سبیل اللہ ایک دن گزارنا بھی پورے مہینے کی روزے داری اور شب بیداری سے افضل ہے جو شخص سرحد کی حفاظت کرتا ہوا مر جائے وہ آزمائشِ قبر سے بچا رہے گا۔ (حدیث)

فرمایا رسول اکرمؐ نے کہ جس شخص نے اللہ کے راستے میں کسی مجاہد کو سامانِ جہاد دیا وہ بھی مجاہد ہے۔ جس شخص نے کسی مجاہد کی عدم موجودگی میں اسکے بال بچوں کی خبرگیری کی وہ بھی مجاہد ہے۔ (حدیث)

حقیقت یہ ہے کہ اللہ نے مومنوں سے ان کی جانیں اور مال جنت کے بدلے میں خرید لئے ہیں وہ جو اللہ کی راہ میں لڑتے اور مارتے ہیں اور مرتے ہیں ان سے (جنت کا وعدہ ہے) اللہ کے ذمہ ایک پختہ وعدہ ہے (قرآن)

حضرت ابی عبسؓ سے روایت ہے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جس شخص کے دونوں قدم خدا کی راہ (جہاد) میں غبار آلود ہوئے تو اس کو دوزخ کی آگ نہ چھوئے گی۔ (بخاری شریف)

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "دو آنکھیں ایسی ہیں کہ انہیں آگ نہیں لگے گی۔ ایک وہ آنکھ جو خوفِ خدا سے روئی اور دوسری وہ آنکھ جو راہِ خدا میں نگہبانی کرتے ہوئے جاگتی رہی (ترمذی شریف)

کافر ہرگز یہ خیال نہ کریں کہ ہم نے جو ان کو مہلت اور فراغت دی ہے وہ ان کے حق میں بہتر ہے۔ ہم نے تو ان کو مہلت دی ہے کہ وہ خوب گناہ کر لیں (بالآخر) ان کے لئے رسوائی والا عذاب ہے۔ (آل عمران)

مسلمان اس وقت تک لڑتے رہیں جب تک لڑتے رہیں جب تک دشمن فتنہ و فساد سے باز نہیں آتے۔ (سورہ انفال)

اور اگر عہد کرنے کے بعد یہ پھر اپنی قسموں کو توڑ ڈالیں تو کفر سے جنگ کرو کیونکہ ان کی قسموں کا کوئی اعتبار نہیں۔ شاید کہ (پھر تلوار ہی کے زور سے) باز آئیں۔ (سورۃ توبہ)

آخر کیا وجہ ہے کہ تم اللہ کی راہ میں ان بے بس مردوں، عورتوں اور بچوں کی خاطر نہ لڑو جو کمزور پاکر دبا لئے گئے ہیں اور فریاد کر رہے ہیں کہ خدایا ہمارا کوئی حامی مددگار پیدا کر دے جن لوگوں نے ایمان کا راستہ اختیار کیا ہے وہ اللہ کی راہ میں لڑتے ہیں۔ (فرمانِ الٰہی)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے فرمایا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ذخیرہ اندوزی وہی کرے گا جو گنہگار ہوگا۔ (مسلم شریف)

ایک مرتبہ لوگوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا یا رسول اللہ دنیا میں سب سے افضل شخص کون ہے؟ سرورِ عالمؐ نے ارشاد فرمایا "جو شخص اپنی جان اور مال سے راہِ خدا میں جہاد کرتا ہے۔ (فرمانِ رسول بخاری شریف)

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ حضور اکرمؐ نے فرمایا ہے کہ مشرکین سے اپنے مال جان اور زبان سے جہاد کرو۔ (حدیث شریف)

حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ فی سبیل اللہ قتل ہونا تمام گناہوں کا کفارہ ہو جاتا ہے سوائے قرض کے۔ (ریاض السنۃ کبیر)

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ غزوۂ حنین کے موقعہ پر اُمِّ سلیم خنجر بکف تھیں ابو طلحہؓ نے ان کو دیکھا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا یا رسول اللہ یہ اُمِّ سلیم ہیں اور ان کے ہاتھوں خنجر ہے۔ حضورؐ نے اُمِّ سلیم سے پوچھا یہ خنجر کیسا ہے؟ تو بولیں کہ میں نے یہ خنجر اس لئے تیار کر رکھا ہے کہ اگر کوئی مشرک قریب آیا تو اس کا پیٹ پھاڑ دوں گی حضورؐ ان کے عزم پر مسکرا اٹھے۔ (مسلم، ابو داؤد)

ٹیلیفون ۶۷۵۲۵

چیف ایڈیٹر
عبید اللہ انور

The Weekly "KHUDDAMUDIN"
LAHORE (PAKISTAN)

رجسٹرڈ ایل
نمبر ۶۰۴۷

منظور شدہ محکمہ تعلیم (۱) لاہور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری G/۱۶۳۲۱ مورخہ ۳ مئی ۱۹۵۶ء (۲) پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری T.B.C ۲۳۶-۲۸۱ مورخہ ۲۸ ستمبر ۱۹۵۶ء
(۳) کوئٹہ ریجن بذریعہ چٹھی نمبری ۳۹/۹/۷۶۶-۲-۹ D.D مورخہ ۲۴-۱ اگست ۱۹۶۲ء

ایجنٹ حضرات متوجہ ہوں!

بہت سے ایجنٹ حضرات ایسے ہیں جن کے ذمے تین چار چار ماہ کے بل واجب الادا ہیں باوجود بار بار یاددہانیوں کے یہ حضرات بلوں کی ادائیگی نہیں کرتے بلوں کی ادائیگی میں تاخیر ادارہ کے لئے موجب پریشانی ہے کاغذ دن بدن گراں ہو رہا ہے اور دیگر اخراجات میں بھی اضافہ ہو رہا ہے مگر ایجنٹ حضرات ادارہ کی اقتصادی پریشانی کی طرف بالکل توجہ نہیں فرماتے۔

ان حالات کے پیش نظر ادارہ نے فیصلہ کیا ہے کہ جو حضرات ۱۵ دسمبر تک حساب بے باق نہیں کریں گے انکے نام ترسیل بند کرکے اور اس مقام پر ایجنسی کا تبادل انتظام کیا جائے۔

لہٰذا جن حضرات کے ذمے تین چار چار ماہ کے بل واجب الادا ہیں۔ فوراً روانہ فرما کر حساب بیباق فرمائیں ۱۵ دسمبر ۱۹۶۶ء تک ان حضرات نے اگر حساب بیباق نہ کیا تو ان کے نام شائع کرکے اس مقام پر ایجنسی کا تبادل انتظام کیا جائے گا۔

امید ہے اعلان ہذا پڑھتے ہی تمام ایجنٹ اپنا اپنا حساب فوری بیباق کرکے ادارہ کے ساتھ تعاون فرمائیں گے۔ (ادارہ)

فیروز سنز لمیٹڈ لاہور میں باہتمام عبید اللہ انور پبلشر چھپا اور دفتر خدام الدین شیرانوالہ گیٹ لاہور سے شائع ہوا